دوماہی مجلّہ

الاجماع

* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب)
* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۴]
* ائمہ کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث میں ثقہ، امام اور معرفتِ حدیث واتقان الرواۃ کے بھی ماہر ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے، حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں اور تم سے زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔

-محدث ابوالمآثر، حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (م ۱۴۱۲ھ)

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔

(اثری صاحب کو جواب)

-مولانا نذیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث "من کان لہ امام۔۔۔" کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ۱: (حدیث "من کان لہ امام۔۔۔" پر ائمہ کا اعتراض)

مشہور امام، حافظ الزماں، امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، ثبت، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ اس روایت (یعنی "من کان لہ امام۔۔۔") کو امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہؒ کے علاوہ کسی نے مسند بیان نہیں کیا اور وہ دونوں ضعیف ہے۔ (**سنن الدارقطنی**)، تقریباً یہی کلام اثری صاحب نے ابن عبدالبرؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن الجوزیؒ، ابوحاتمؒ، ابوزرعہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مسند بیان کرنے میں امام صاحبؒ منفرد ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۲۵**)

الجواب:

خود ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ حدیث میں ایسی غلطیوں سے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، شعبہؒ، یحیی بن سعیدؒ، ایسے حفاظ واثبات بھی محفوظ نہ رہ سکے تو وہ آخر انسان ہی ہیں اور خطا ونسیان انسان کے خمیر میں ہے۔ امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہم سے کون محفوظ رہا ہے، امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو غلطی کر جائے مجھے اس پر تعجب نہیں۔ تعجب اس پر ہے جو صحیح صحیح بیان کرتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خطا وتصحیف سے کون بچ سکتا ہے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۲۷**)

یعنی کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں محدثین خطاء سے نہیں بچ سکے۔

اس اعتراض کی حقیقت:

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کو مسند اور متصل بیان کرنے میں ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ۳، ۳ حضرات موجود ہیں۔

متابع نمبر "۱" اور "۲":

چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفيان و شريك، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال

رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخيرة المهرة للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸)

نیز امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲)

اور حافظ بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب میں ۲، ۲ جگہ نقل کر کے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے اتحاف الخيرة المهرة للبصیری: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸۔

غور فرمائیں! اس روایت میں ۲، ۲ راوی سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہؒ، امام صاحبؒ کی طرح اس روایت کو مسند بیان کرتے ہوئے، حضرت جابر بن عبداللہؓ کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ دونوں ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

یہی وجہ ہے کہ کئی ائمہ وعلماء مثلاً امام، حافظ شہاب الدین بوصیریؒ (م ۸۴۰ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھیؒ (م ۱۱۷۴ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبداللہ الآلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)، محدث محمد بن علی النیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ)، محدث الہند، امام انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۳ھ)، وغیرہ حضرات نے کہا کہ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں امام ابو حنیفہؒ منفرد نہیں، بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ اور شریک بن عبداللہ النخعیؒ وغیرہ موجود ہیں۔ (اتحاف الخيرة المهرة: ج ۲: ص ۱۶۹، طبع دار الوطن، فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتوراۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲)

لہذا ان ائمہ کا یہ کہنا کہ امام صاحبؒ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں تنہا ہیں، غیر صحیح ہے۔

نوٹ:

اس روایت پر اثری صاحب کے تمام اعتراضات کے جوابات دئے جا چکے ہیں، دیکھئے (مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۱)

متابع نمبر ۳:

امام ابوبکر بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو بكر محمد بن حامد الفقيه ببخاری نا أبو الفضل محمد بن أحمد السلمي نا العباس بن عزيز بن سيار القطان المروزي نا عتيق بن محمد النيسابوري نا حفص بن عبد الرحمن عن أبي شيبة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔ (کتاب القراءت للبیہقی: ص ۱۵۴)

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ابوشیبہ، عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطیؒ گرچہ ضعیف ہیں لیکن متابعات میں قابل ذکر ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۶)

اس سند سے بھی امام صاحب کی روایت کا مسند اور جابرؓ سے ثابت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔

متابع نمبر ۴:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۳۸۲۳، واللفظ له، مسند احمد بن حنبل: ج ۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للمزی: ج ۲: ص ۲۹۱)

اس کے روات ثقہ اور سند صحیح ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین ابن قدامہؒ (م ۶۸۲ھ) اور حافظ، امام ابن الترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ)، امام عینیؒ (م ۸۵۵ھ) وغیرہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح اور متصل ہے۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴)

نوٹ:

اس روایت پر کئے گئے اعتراض کے جواب کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴۔

متابع نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، وليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۱۷)

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں، البتہ لیث بن ابی سلیمؒ (م ۱۴۸ھ) متابعات میں صدوق ہیں اور جابر الجعفیؒ (م ۱۲۷ھ)

ضعیف ہے۔ محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نخب الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۶)،

متابع نمبر ۶:

امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن علي بن حبيش، ثنا علي بن جعفر بن محمد بن حبيب التمار، ثنا علي بن إشكاب، ثنا إسحاق الأزرق، عن أبي حنيفة، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »من كان له إمام، فقراءة الإمام له قراءة. كذا في أصل أبي الزبير، عن جابر۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۳۲)

اس روایت کے تمام روات صدوق یا ثقہ ہیں، جس کی تفصیل **مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۶-۷**۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس روایت کو مسند و متصل بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوریؒ، شریک بن عبداللہؒ، حسن بن صالح وغیرہ روات کی ایک جماعت موجود ہے، جیسا کہ ائمہ وعلماء کے حوالے گزر چکے۔

لہذا اس روایت کو مسند بیان کرنے کے سلسلے میں ان پر اعتراض کرنا باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۲: (حدیث: "من کان لہ امام۔۔۔" کی بعض طریق میں ابوالولید کا اضافہ امام صاحبؒ کی وجہ سے آیا؟؟)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب اسی "ابوالولید" کا دفاع وہ یہاں فرمارہے ہیں کہ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں۔ بلکہ عبداللہ بن شداد کی کنیت ہے۔ حالانکہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الآثار (ص ۲۳) میں یہی روایت امام ابوحنیفہ سے عن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں بھی "ابوالولید" کا واسطہ مذکور ہے۔ قاضی ابو یوسف کے واسطہ سے یہی روایت امام ابن عدیؒ نے الکامل (ص ۲۴۷۷ ج ۷) امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸)، امام بیہقیؒ نے کتاب القراءۃ (ص ۱۰۲) اور امام دارقطنی نے السنن (ص ۳۲۵ ج ۱)، امام ابونعیم اصفہانی نے مسند الامام ابی حنیفہ (ص ۲۲۸) اور ابن عبدالبر نے التمہید (ص ۴۸ ج ۱۱) میں اسی واسطہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ بلکہ امام ابونعیم نے زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں بھی ابو الولید کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اس بارے میں مزید جو اختلاف ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور اسی ابوالولید کو امام خزیمہؒ وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ "ابوالولید" عبداللہ بن شدادؒ کی ہی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸) میں کہا ہے۔ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ دارقطنیؒ بیہقیؒ وغیرہ ہی اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے۔ ان سے پہلے امام ابن خزیمہؒ بھی اسے "ابوالولید" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (**کتاب القراءۃ: ص ۱۰۳**) بلکہ ان سے قبل خود قاضی ابو یوسف نے بھی کتاب الآثار

(ص ۲۳) میں اس واسطہ کو ذکر کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ ذکر کرنے میں کس نے غلطی کی ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے یا قاضی ابو یوسفؒ نے۔

آگے کہتے ہیں کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ ''جابرؓ'' کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم، ہوا ہے اور وہ کبھی اسے مرسل بھی بیان کرتے ہیں بعینہ وہ کبھی تو ''ابوالولید'' کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی اس واسطہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ کبھی موسی بن ابی عائشہ عن ابی الولید عن جابر کہتے ہیں۔ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابونعیمؒ نے مسند امام ابوحنیفہ میں ذکر کیا ہے۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۵۳-۹۵۴)**

الجواب:

اولاً　''ابوالولید'' یہ کوئی الگ راوی نہیں ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن شدادؓ کی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکمؒ **(م ۴۰۵ھ)** نے تصریح کی ہے۔ **(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۷۸)**، لہذا ان کو مجہول کہنا غلط ہے۔

دوم　''ابوالولید'' کا اضافہ، یہ امام ابوحنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ امام ابویوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ زیادتی امام ابوحنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** کی طرف سے ہوتی، تو ان کے دیگر شاگرد اس کو ان کے حوالہ سے بیان کرتے، لیکن سوائے امام ابویوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کے، کسی سے یہ زیادتی ثابت نہیں ہے۔

سوم　امام یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** نے بعض روایات میں یہ زیادتی یعنی ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا، چنانچہ مسند ابی حنیفہ للحارثی کے حوالہ سے روایت گزر چکی، جس میں ابویوسفؒ نے ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں کیا۔ **(مسند ابی حنیفہ للحارثی** بحوالہ جامع المسانید: **ج ۱: ص ۳۳۴)**،[1]

اسی طرح حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** کے علاوہ، ثقہ، حافظ ابن خسرو البلخیؒ **(م ۵۲۲ھ)** نے بھی ابویوسفؒ سے روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ **(مسند ابوحنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۷۵۴-۷۵۶)[2]** اور ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد

---

(۱)　ہمارے مہربان اثری صاحب نے اس روایت کو ذکر کر کے، حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** پر جرح نقل کی ہے۔ **(توضیح: ص ۹۵۴، حاشیہ)** حالانکہ اس کے جوابات دئے جا چکے ہیں۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۸۹)**، نیز حافظ حارثیؒ **(م ۳۴۰ھ)** کے متابع میں اور بھی ائمہ نے ابویوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** سے وہ روایات ذکر کی ہے، جس میں ''ابوالولید'' کا ذکر نہیں ہے، (جس کی تفصیل اوپر موجود ہے)، تو ان روایات کا اثری صاحب کیا جواب دینگے؟؟؟

(۲)　حافظ ابن خسرو البلخیؒ **(م ۵۲۲ھ)** کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵۔**

الشاہدؒ (م ۳۸۰؁ھ)، ثقہ، حجت، امام قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاریؒ (م ۵۳۵ھ) وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسند ابی حنیفۃ میں ابو یوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ نہیں ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج۱: ص۳۳۵-۳۳۶**)[۱]

نیز امام ابونعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) نے بھی ابو یوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ''ابوالولید'' کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص۲۲۶-۲۲۹**)،

خلاصہ یہ کہ جس طرح ابو یوسف سے ابوالولید کا اضافہ مروی ہے، اسی طرح اس اضافہ کے بغیر بھی ان سے روایت ثابت ہے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہوسکتی ہے کہ شاید پہلے وہ ابوالولید کا اضافہ نقل کرتے تھے اور بعد میں وہ اس اضافہ سے رجوع کر کے، اس کے بغیر نقل کرنے لگے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲؁ھ) کے متاخر تلامذہ مثلاً محمد بن سعید بن سابقؒ (م ۲۱۶؁ھ)، عمرو بن عون الواسطیؒ (م ۲۲۳؁ھ)، عبداللہ بن واقد الواقدیؒ (م ۲۴۷؁ھ) نے اس روایت کو ان سے ''ابوالولید'' کے اضافے کے بغیر ذکر کیا ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص۴۱۶، مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص۲۲۹، جامع المسانید للخوارزمی: ج۱: ص۳۳۶، تاریخ بغداد: ج۱۰: ص۳۳۸**)،[۲] واللہ اعلم

چہارم　جہاں تک زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں ابوالولید کے اضافہ کے موجود ہونے کی بات ہے، تو اثری صاحب سے گزارش ہے کہ اسکی سند کو ثابت کریں، اسی طرح موصوف نے جو کہا کہ امام صاحبؒ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں (**توضیح: ص۹۵۴**)، وہ روایت بھی اثری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اسکو بھی ثابت کریں، ورنہ کم از کم اسطرح کی روایات امام صاحب کی طرف منسوب نہ کریں[۳]

---

(۱)　حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ۳۸۰؁ھ) کی توثیق **مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص۵۰-۵۱** پر موجود ہے۔

(۲)　امام ابوالمؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵؁ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص۳۰**۔

(۳)　نیز امام زفرؒ (م ۱۵۸؁ھ) سے مروی کتاب الآثار لابی حنیفۃ کے نسخے میں یہ روایت بغیر ابوالولید کے اضافہ کے موجود تھی۔ چنانچہ حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا زكريا بن يحيى بن كثير الأصبهاني، حدثنا أحمد بن رستة، حدثنا محمد بن المغيرة، حدثنا الحكم، حدثنا زفر عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله ابن شداد، عن جابر بن عبد الله أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الظهر أو العصر فأومأ إليه رجل ينهاه، قال: فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم تنازعا في ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج۱: ص۴۱۳)

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

پنجم امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی جس روایت میں ابوعلی کا ذکر آیا ہے، اس میں ابن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ

- حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲**،
- ابو یحیی، زکریا بن یحیی بن کثیر بن زر الاصبہانیؒ صدوق ہیں۔ ان سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ)، حافظ ابن المقرئؒ (م ۳۸۱ھ)، عبداللہ بن محمدؒ، محمد بن الحسن بن الحسین الکوفیؒ (م ۳۵۵ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳، ج ۲: ص ۷۰۹، معجم ابن المقری: ص ۲۶۴، تاریخ الاصبہان لابی نعیم: ج ۱: ص ۳۷۹، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)،
- احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۱۴-۱۱۵**)،
- ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۵، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۹۳۰، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۱۵۵**)،
- الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۰۹۷، تاریخ اصبہان: ج ۱: ص ۳۵۰**)،
- امام زفر بن ھزیلؒ (م ۱۵۸ھ) مشہور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۳۱۳**) اور باقی روات کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ اور احمد بن رستۃ بن عمر الاصبہانیؒ (م ۲۹۳ھ) کے بارے میں امام، حافظ ابوشیخؒ (م ۳۶۹ھ) کہتے ہیں کہ "**كان عنده السنن عن محمد، عن الحكم بن أيوب، عن زفر، عن أبي حنيفة**" احمد بن رستۃؒ، جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس "کتاب السنن" [کتاب الآثار] تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوبؒ سے، وہ امام زفرؒ سے، اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے تھے۔ (**طبقات المحدثین لابی شیخ: ج ۴: ص ۱۵۷**)،

معلوم ہوا کہ احمد بن رستۃؒ (م ۲۹۳ھ) کے پاس کتاب الآثار موجود تھی۔ لہذا کتاب ہونے کی وجہ سے، ان کی یہ روایت کو دیگر حضرات [عمرو بن شہابؒ وغیرہ جن کے پاس کتاب نہیں تھی، ان] کی روایات پر ترجیح ہوگی۔

پھر ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

اختلف أصحاب أبي حنيفة عليه في هذا الإسناد، فقال بعضهم: عن عبد الله بن شداد، عن أبي الوليد، عن جابر، وممن رواه كروايته أبو يوسف، وممن تفرد: زفر من روايته عن ابن حكيم، وإسحاق الأزرق، ويونس بن بكير، وجابر، ومصعب، وخلف بن ياسين۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۶**)

معلوم ہوا کہ شداد بن حکیم البلخیؒ (م ۲۱۰ھ) کے طریق میں بھی امام زفرؒ (م ۱۵۸ھ)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے "ابوالولید" کا اضافہ ذکر نہیں کرتے۔ والحمد للہ (نیز دیکھئے **مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳**)،

ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علان، ثنا عبد الله بن أبي داود، قال: أنا إسحاق بن إبراهيم، أنا سعيد بن الصلت، قال: أنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي الوليد، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه انصرف من صلاة الظهر أو العصر، فقال: من يقرأ منكم بسبح اسم ربك الأعلى؟ فسكت القوم حتى قال ذلك مرارا، فقال رجل من القوم: أنا يا رسول الله قرأتها، فقال: لقد رأيتك نازعتني أو خالجتني في القرآن۔

ورواه سعيد بن مسلمة عن أبي حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، حدثناه محمد بن إبراهيم، ثنا مكحول بن محمد بن عبد الله، قال: ثنا محمد بن غالب، قال: ثنا سعيد بن سلم، قال: ثنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۹)

غور فرمائیں! ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ابوالحسن موسی بن ابی عائشہؒ کے بعد، ابوعلی کا ذکر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ ابوعلی دراصل عبداللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہی ہوں، کیونکہ ایک راوی کی ایک سے زیادہ کنیتیں ہوسکتی ہیں، جس کی کئی مثالیں کتب جرح وتعدیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نیز چونکہ ابن شدادؓ (م ۸۱ھ) جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے، بلکہ بعض ائمہ نے ان کو شیعہ تک کہہ ڈالا۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۲۵۱، اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی**)، اس وجہ سے بھی ان کی کنیت ''ابوعلی'' ہوسکتی ہے۔

لہذا اقوی احتمال ہے کہ یہاں اس روایت میں ابوعلی سے مراد عبداللہ بن شدادؓ (م ۸۱ھ) ہیں اور اثری صاحب کا ان روایات کو امام صاحب کے سوء فہم وحفظ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل ومردود ہے۔

اعتراض نمبر ۳: (**حدیث الضحک** کی روایت پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن عدیؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ منصور کی روایت میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم ہوا ہے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (غیلانؒ وہشیمؒ) ابوحنیفہؒ سے اسناد کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۴**)

الجواب:

اولاً　　شاید اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) کا یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ)، امام ہشیم بن بشیرؒ (م۱۸۳ھ)، قاضی غیلان بن جامع (م۱۳۲ھ) وغیرہ کی امام منصور بن زاذانؒ (م۱۲۹ھ) سے مروی روایات پیش خدمت ہے:

ابوحنیفہ عن منصور کی روایات:

- ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا منصور بن زاذان، عن الحسن البصري، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: بينما هو في الصلاة إذ أقبل رجل أعمى من قبل القبلة يريد الصلاة، والقوم في صلاة الفجر، فوقع في زبية، فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من كان قهقه منكم فليعد الوضوء والصلاة۔

(**کتاب الآثار بروایت محمد: ج۱: ص۱۷۹**)[1]

- حافظ خلیلیؒ (م۴۴۶ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن محمد بن الحسين الحافظ ثنا عيسى بن محمد بن أبي يزيد ثنا عبد الصمد بن الفضل ثنا مكي بن إبراهيم عن أبي حنيفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد الجهني قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي إذ أقبل أعمى فوقع في بئر فاستضحك بعضُ القوم فأمر النبي صلى الله عليه وسلم مَن ضَحِك أن يعيد الوضوء والصلاة۔ (الحديث القهقهة وعلله للخليلي [مخطوطة]: ص ۲، المكتبة الظاهرية، دمشق)[2]

---

(۱)　ثقہ، حافظ الحدیث، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۳: ص ۱**۔ امام ابوحنیفہؒ (م۱۵۰ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۱۶**)، منصور بن زاذانؒ (م۱۲۹ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۸۹۸**)، حسن بصریؒ (م۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (**تقریب**)، لہذا یہ سند مرسل ہے۔ واللہ اعلم،

(۲)　حافظ خلیلیؒ (م۴۴۶ھ) بالاتفاق ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۹: ص۶۸۱**)، ان کے شیخ احمد بن محمد بن الحسین، ابو العباس الضریرؒ (م۳۹۹ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۷**)، عیسی بن محمد بن ابی یزیدؒ (م۳۳۱ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۷: ص ۳۶۴**)، عبد الصمد بن فضل البلخیؒ (م۲۸۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۶: ص**

- ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ٣٨٠ھ) نے کہا:

(عن) صالح بن أحمد (عن) شعيب بن أيوب (عن) أبي يحيى الحماني (عن) أبو حنيفة (عن) منصور بن زاذان (عن) الحسن (عن) معبد بن صبيح رضي الله عنه (عن) النبي صلى الله عليه و آله و سلم أنه كان في الصلاة فأقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فضحك بعض القوم حتى قهقه فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم قال من كان قهقه فليعد الوضوء و الصلاة۔ (جامع المسانيد للخوارزمي: ج١: ص ٢٤٧-٢٤٨) [١]

---

(٣٦١)، مکی بن ابراہیمؒ (م ٢١٥ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ٦٨٧٧**)، منصور بن زاذانؒ (م ١٢٩ھ) اور حسن بصریؒ (م ١١٠ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معبد الجہنیؒ کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہیں:

معبد الجہنیؒ سے مراد کون ہے؟؟؟

اکثر ائمہ مثلاً ابن عدیؒ، دارقطنیؒ، بیہقیؒ کے نزدیک اس سے مراد، مبتدع راوی، معبد بن خالد الجہنی البصری القدری ہے۔ لیکن راجح قول میں اس سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہیں، جن کا ذکر حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ٣٨٢ھ) نے ''كتاب الصَحابة'' میں کیا ہے۔ (**كتاب الصَحابة للعسكري بحواله الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ٢: ص ١٩٢، ٢٦٥**)، کیونکہ یہاں اس سند میں اگرچہ معبد الجہنی موجود ہے، لیکن حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ٣٨٠ھ) کی روایت میں بطریق ''**أبي يحيى الحماني (عن) أبي حنيفة**'' میں معبد بن صبیح کی تصریح موجود ہے، (**جامع المسانيد للخوارزمي: ج١: ص ٢٤٧-٢٤٨**)، اسی طرح اسد بن عمروؒ (م ١٩٨ھ) کی روایت میں بھی معبد بن صبیح کا ذکر ہے۔ (**معرفة الصحابة لابي نعيم: ج٥: ص ٢٥٢٩، جامع المسانيد للخوارزمي: ج١: ص ٢٤٨**)، لہذا جب خود سند میں ہی راوی کا تعین ہو گیا ہے، تو راجح وہی ہوگا، اس لئے معبد الجہنی سے مراد معبد بن صبیح الجہنیؓ ہی ہیں۔ واللہ اعلم اور وہ تابعی ہیں، حافظ ابو احمد العسکریؒ (م ٣٨٢ھ) نے کسی امام سے ان کی توثیق بھی نقل کی ہے۔ (**بحواله الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ٢: ص ١٩٢، ٢٦٥**)، خلاصہ یہ کہ معبد بن صبیح الجہنیؒ صدوق ہیں اور صحابی نہیں ہیں، لہذا یہ سند بھی مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(١) حافظ طلحہ بن محمد الشاہدؒ (م ٣٨٠ھ) ثقہ، عادل ہیں۔ (دیکھئے ص: ٦)، صالح بن احمد بن ابی مقاتلؒ (م ٣١٦ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کے متابع میں صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ٣٣٩ھ) نے بھی اسد بن عمروؒ (م ١٩٠ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے۔ دیکھئے **جامع المسانيد للخوارزمي: ج١: ص ٢٤٨، مسند ابي حنيفة لابن خسرو: ج ٢: ص ٨٠٣**، نیز دیکھئے **الكامل لابن عدي: ج ٤: ص ١٠٢، مجلہ الاجماع: ش ١٨: ص ٢٧**۔ لہذا اس روایت میں صالح بن محمد بن ابی مقاتلؒ (م ٣١٦ھ) پر کلام فضول و بیکار ہے۔ شعیب بن ایوبؒ (م ٢٦١ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ٢٧٩٤**)، ابو یحیی الحمانیؒ (م ٢٠٢ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ٣٧٧١**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

- حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه محمد بن المغيرة، ثنا الحكم عن زفر، عن أبي حنيفة، عن منصور بن زاذان ح، وثنا محمد بن إبراهيم، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا إسماعيل بن محمد، ثنا مكي بن إبراهيم، ثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، كلهم قال: عن الحسن، عن [معبد بن] ابى معبد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، بينما هو في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة، فوقع في روية فاستضحك بعض القوم، حتى قهقه، فلما انصرف قال النبي صلى الله عليه وسلم: من كان منكم قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲۲-۲۲۳)[1]

---

(۱) اس روایت کی دونوں سندوں کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ پہلی سند میں ابومحمد ابن حیانؒ سے مراد ان کے مشہور شیخ، امام ابوالشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۹ھ) ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ سلم بن عصام الاصبہانیؒ (م ۳۰۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۳۲۳)**، باقی روات ابوعبداللہ، محمد بن المغیرۃ بن سلم الاصبہانیؒ (م ۲۳۱ھ)، الحکم بن ایوبؒ الاصبہانیؒ، امام زفر بن ھزیلؒ (م ۱۵۸ھ)، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ **(دیکھئے ص: ۷)**، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۸۹۸)**، حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ **(تقریب)**، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی صغیر ہیں۔ **(الاصابۃ: ج ۶: ص ۱۳۳)**،

<u>**نوٹ:**</u>

حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰ھ) نے بھی کہا: کہ **"أخرجه ابن منده، وَأَبُو نعيم، فقالا: معبد بْن أَبِي معبد الخزاعي"**۔ **(اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**، لہذا یہاں اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں۔

دوسری سند میں امام ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) کے شیخ محمد بن ابراہیم بن علی سے مراد مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محدث ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ) ہیں۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۲، تاریخ اصبہان: ج ۲: ص ۲۶۷-۲۶۸)**، اسحاق بن ابراہیم بن شاذانؒ بھی صدوق ہیں۔ **(معجم ابن المقری: ص ۲۱۴)** کیونکہ ان سے امام الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ)، حافظ ابن المقریؒ (م ۳۸۱ھ)، صدوق، شیخ، ابوجعفر محمد بن عمر بن حفصؒ (م ۳۳۰ھ)، ثقہ راوی ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن الحسین بن الصباحؒ (م ۳۲۴ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ **(ارشاد القاصی والدانی: ص ۲۰۵، سیر: ج ۱۵: ص ۲۷۱، الدلیل المغنی: ص ۲۵۳)** اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں شمار کیا ہے۔ **(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج ۲: ص ۱۱۱)**، اور حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۳۲۰۸، المعجم الاوسط للطبرانی: حدیث نمبر ۶۰۹۷، نیز دیکھئے مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸)**، اسماعیل بن محمد الفسویؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۱۴۶، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۲۱۷)**، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب:**

- ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوعبداللہ، ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو الفضل أحمد بن الحسن بن خيرون قال: أخبرنا خالي أبو علي قال: حدثنا أبو عبد الله بن العلاف قال: أخبرنا القاضي عمر بن الحسن الأشناني قال: أخبرنا إسماعيل بن محمد بن أبي كثير القاضي قال: حدثنا مكي بن إبراهيم قال: حدثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، عن الحسن، عن معقل بن يسار: أن معبداً قال: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة إذ أقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فاستضحك بعض القوم حتى قهقه، فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء۔ (**مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲**)[۱]

رقم ۶۸۷۷)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

نوٹ نمبر ۱:

مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم میں معبد بن ابی معبد کے بجائے ابی سعید آ گیا ہے۔ اور ایسا ہی **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص**، ش ۶: ص ۹، میں لکھا گیا تھا۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دیگر ائمہ نے جب اس روایت کو ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) سے ذکر کیا، تو معبد بن ابی معبد ہی نقل کیا ہے۔ (**الاصابہ لابن حجر: ج ۶: ص ۲۸۸، اسد الغابۃ لابن الآثیر: ج ۵: ص ۲۱۱ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت**)، لہذا صحیح معبد بن ابی معبد ہے۔ واللہ اعلم،

نوٹ نمبر ۲:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہی ہیں، لیکن حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہاں "عنعنہ" سے روایت نقل کی ہے، مگر مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں پر معقل بن یسارؓ سے تدلیس کی ہے، (**مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲**) لہذا جب درمیان میں معقل بن یسارؓ موجود ہیں، تو یہ سند متصل ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ابوالفضل ابن خیرونؒ (م ۴۸۸ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۰۹، لسان المیزان: ج ۱: ص ۴۳۴، ت ابوغدۃ**)، ابوعلی ابن شاذانؒ (م ۴۲۶ھ) بھی ثقہ، مکثر، حافظ ہیں۔ (**السَلسَبِیلُ النَقِي في تراجِم شيوخ البيهقي: ص ۳۰۱**)، ابوعبداللہ، ابن دوست العلافؒ (م ۴۰۷ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۹۱، التنکیل: ج ۱: ص ۴۰۷**)، حافظ عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ (دیکھئے: ص ۱۱)، اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضیؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۴۰۷، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۲۱**)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)،

غیلان عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا به الحسين بن إسماعيل, ومحمد بن مخلد, قالا: نا محمد بن عبد الله الزهيري أبو بكر, نا يحيى بن يعلى, نا أبي, نا غيلان, عن منصور الواسطي هو ابن زاذان, عن ابن سيرين, عن معبد الجهني, قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الغداة فجاء رجل أعمى وقريب من مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بئر على رأسها جلة, فجاء الأعمى يمشي حتى وقع فيها, فضحك بعض القوم وهم في الصلاة, فقال النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما قضى الصلاة: من ضحك منكم فليعد الوضوء وليعد الصلاة۔ (*سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۳*)[۱]

ہشیم عن منصور کی روایت:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد الوكيل, نا الحسن بن عرفة, حدثنا هشيم, عن منصور, عن ابن سيرين, وعن خالد الحذاء, عن حفصة, عن أبي العالية ح وحدثنا الحسين بن إسماعيل, ثنا زياد بن أيوب, نا هشيم, نا منصور, عن ابن سيرين, وخالد, عن حفصة, عن أبي العالية, أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي فمر رجل في بصره سوء على بئر عليها خصفة فوقع فيها, فضحك من كان خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم, فلما قضى صلاته قال: من كان منكم ضحك فليعد الوضوء والصلاة لفظ زياد۔ (*سنن الدارقطنی: حدیث نمبر ۶۲۴*)

روایات کے سند ومتن کے ذکر کے بعد عرض ہے کہ

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ)، منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ)، الحسن بن ابی الحسن یسار البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معقل بن یسار المزنی البصریؒ (م بعد ۶۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم کی روایت میں معبد بن ابی معبدؓ اور حسن بصریؒ کے درمیان معقل بن یسارؓ (م بعد ۶۰ھ) کا واسطہ موجود تھا، جس کو حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ) نے تدلیس کے ذریعہ سے، اس سند میں ذکر نہیں کیا۔ خیر مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو کی یہ سند حسن اور متصل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) اس سند میں معبد الجہنی سے مراد صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ ہیں، جس کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص: ۱۰) نہ کہ راس القدریہ معبد بن خالد الجہنی (م ۸۰ھ) جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا۔

(۱)　اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) سے یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا کہ اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (**توضیح: ص ۹۵۴**)، جب کہ قارئین آپ نے دیکھا کہ ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) نے اس کو "**عن منصور، عن ابن سيرين، وعن خالد الحذاء، عن حفصة، عن أبي العالية**" کی سند سے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ سند و متن گزر چکا۔ لہذا یہاں پر اثری صاحب سے خطاء ہوئی ہے۔

(۲)　حافظ ابن الترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ) کہتے ہیں [جس کا خلاصہ یہ ہے] کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہ حدیث "۳" سندوں سے ذکر کی ہے۔

۱-　"**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن مرسلا**"، جیسا کہ حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) نے ان سے روایت کیا ہے۔ [۱]

۱۱-　"**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبيح**"، جیسا کہ اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ) نے نقل کیا ہے۔ [۲]

۱۱۱-　"**ابو حنيفة عن منصور عن الحسن عن معقل بن يسار عن معبد**"، جیسا کہ امام مکی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ) نے امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے۔ [۳]

اور یہ تیسری سند جید اور متصل ہے، کیونکہ اس میں معبد سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی موجود ہیں، جیسا کہ ابن مندہؒ کی کتاب معجم الصحابۃ میں صراحت موجود ہے۔ (**الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶**)، [۴]

---

(۱)　امام الحسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) کی طرح، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) نے امام صاحبؒ سے یہی حدیث مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل **ص: ۹** پر موجود ہے۔

(۲)　اسد بن عمروؒ (م ۱۹۰ھ)، کی طرح، صدوق، امام ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) نے بھی امام صاحبؒ سے یہی حدیث، صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؒ کے طریق سے، مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۰** پر موجود ہے۔

(۳)　یہ روایت **مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۲: ص ۸۰۲** پر حسن اور متصل سند کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۲** پر موجود ہے۔ واللہ اعلم

(۴)　امام ابن مندہؒ (م ۳۹۵ھ)، کے علاوہ امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ)، حافظ ابن الاثیر الجزریؒ (م ۶۳۰ھ) وغیرہ کے نزدیک بھی، اس روایت میں "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ ہیں۔ (**الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج ۵: ص ۲۵۲۹، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱**)، صدوق، حافظ عبد الباقی بن قانعؒ (م ۳۵۱ھ) نے بھی ان کو "معجم الصحابۃ" میں شمار کیا ہے۔ (**ج ۳: ص ۹۶**)، محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ)، امام ابن الہمامؒ (م ۸۶۱ھ) نے بھی "معبد" سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ لیا ہے۔ (**فتح القدیر

یعنی امام ابوحنیفہؒ کی تمام روایات میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ امام صاحبؒ کو یہ روایت منصور عن حسن بصری کی سند سے ''۳'' طرح سے ملی تھی۔

- ''ابو حنیفة عن منصور عن الحسن مرسلا''،
- ''ابو حنیفة عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبیح''،
- ''ابو حنیفة عن منصور عن الحسن عن معقل بن یسار عن معبد''،

معلوم ہوا کہ غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی طرح، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہی روایت ''عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبیح الجهنی'' سے نقل کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے ''عن منصور عن الحسن'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہیں۔ لہذا یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت۔ اور ثقہ، حافظ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا امام صاحبؒ کی باقی ''۲'' سندیں بھی مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

(۳)　جب غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) ہی اس روایت کو منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) سے نقل کرنے میں متفق نہیں ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ تو امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا امام صاحبؒ کی روایت پر اعتراض وزن دار باقی نہیں رہا۔ کیونکہ جن روایات کی بنیاد پر وہ اعتراض فرما رہے ہیں، ان روایات میں ہی اختلاف ہے۔ پھر غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے یہ حدیث ''عن منصور عن الحسن'' کی طریق سے ''۲'' اور سندیں بھی ذکر کی ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی، لہذا جب ان دونوں حضرات [یعنی ہشیمؒ، غیلانؒ] کی روایت منصورؒ (م ۱۲۹ھ) سے اس لئے صحیح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ثقہ ہیں۔ تو امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں کی طریق سے بھی کیوں کر صحیح نہیں ہوسکتی؟ جب کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث، ثبت، متقن اور تدلیس سے پاک ہیں۔

لہذا غیلانؒ اور ہشیم بن بشیرؒ کی روایات کی طرح، امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ''۲'' سندوں سے بھی صحیح ہے اور امام

لابن الهمام: ج۱: ص۵۱، البنایة شرح الهدایة: ج۱: ص ۲۹۲)، محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) کہتے ہیں کہ ''مَعْبدٌ هذا هو الخُزَاعي''۔ (فتح باب العنایة بشرح النقایة: ج۱: ص۴۹)، اور سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ خود مسند ابی حنیفة لابی نعیم کی سند میں معبد بن ابی معبدؒ کی تصریح موجود ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ لہذا یہاں اس روایت میں ''معبد'' سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعیؒ ہی ہیں۔ واللہ اعلم

دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا اعتراض نہ قوی ہے اور نہ صحیح ۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۴: (حافظ ابوعلیؒ (م ۳۴۹ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

امام حاکمؒ نے تو اسی معرفۃ علوم الحدیث: ص ۱۵۰ میں ایک روایت امام بوحنیفہ کے واسطہ سے نقل کی ہے جسے وہ "الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه" کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام حاکمؒ یہی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حافظ ابوعلیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ابوحنیفہؒ سے تصحیف ہوئی ہے کہ امام زہریؒ سے ان کے تمام تلامذہ اسے بالاتفاق "الربيع بن سبرة، عن أبيه" کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

صاحب المستدرک، ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس کی سند یوں ذکر کی ہے:

قال الحاكم: أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۵۰)

یہ اعتراض نہیں، بلکہ ثقہ، امام، حافظ ابوعلی النیسا پوریؒ (م ۳۴۹ھ) کا تشدد ہے، کیونکہ اس روایت میں "الزهري، عن سبرة بن الربيع الجهني، عن أبيه" کا ذکر محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کا نتیجہ ہے، نہ کہ امام صاحبؒ اس کے ذمہ دار ہیں اور ثقات کی روایت میں امام صاحبؒ نے "عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة" اور "عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه" کہا ہے۔ [۱] جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) نے وضاحت کیا ہے۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج ۶: ص ۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

ان کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: هذا القول تحامل من أبي علي الحافظ و من الحاكم أبي عبد الله على أبي حنيفة رضي الله عنه، حيث نسب الخطأ في ذلك إلى أبي حنيفه، ولم ينسبه الى من هو دونه فإن يحيى بن علي بن محمد الحلبي رواه عن جده

---

(۱) ان دونوں روایتوں کی تحقیق آگے آ رہی ہے۔ (**دیکھئے ص: ۲۰**)

محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة الحلبي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة، فلم اختص أبو حنيفه بالخطإ دون هؤلاء، وقد ذكر أبو محمد بن حيان البستي أن محمد بن ابراهيم بن أبي سكينة ربما أخطأ، فكان نسبة الخطأ إليه أولى من نسبته الى امام من أئمة المسلمين۔

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي، ومسنده الذي جمعه الحافظ أبو الحسين بن المظفر، ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد، ومسنده الذي جمعه أبو نعيم الحافظ ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي وذكر في كل منها ما أسنده أبو حنيفة رضي الله عنه عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، وذكروا حديث متعة النساء، فمنه ما هو مروي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه أيوب بن هانيء وشعيب ابن اسحاق والصلت بن الحجاج كلهم عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه القاسم بن الحكم عن أبي حنيفة عن الزهري عن ابن سبرة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه سعيد بن سالم عن أبي حنيفة عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة، ولم يذكر أحد منهم في طريق من طرق الحديث المشار إليه رواية أبي حنيفة عن سبرة بن الربيع عن أبيه فبان بذلك أن الخطأ إنما وقع من محمد بن ابراهيم أو من ابن بنته يحيى أو أنه وقع الخطأ من كاتب النسخة التي لأبي علي الحافظ فنسبة ذلك الى أبي حنيفة رضي الله عنه تحامل وظلم وعدوان۔ (**بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج۶:ص۲۷۱۰-۲۷۱۱**)،

لہذا حافظ ابوعلی النیساپوریؒ (م۳۴۹ھ) کا یہ اعتراض تشدد پر مبنی اور باطل ہے۔

اعتراض نمبر۵: (حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب لکھتے ہیں کہ

یہی نہیں، امام محمدؒ نے کتاب الآثار (ص۹۳) میں یہی روایت [یعنی حدیث نهی عن متعة النساء] امام ابوحنیفہ سے بواسطہ محمد بن شہاب الزہری عن محمد بن عبیداللہ عن سبرۃ الجہنی بیان کی ہے اور یہی روایت علامہ الخوارزمی نے جامع المسانید (ص۸۸، ۱۳۲، ج۲) میں بھی ذکر کی ہے۔ جس میں محمد بن عبیداللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ صحیح محمد بن عبیداللہ ہی ہے اور وہ مجہول ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الایثار میں نقل کیا ہے۔ یہی روایت امام ابونعیم نے بھی مسند ابی حنیفہ (ص۳۹) میں ذکر کی ہے اور کہا ہے

کہ زہریؒ، سبرہ کے مابین محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد انھوں نے معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ کی روایات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے امام زہریؒ سے ''الربیع بن سبرة، عن أبیه'' سے روایت کیا ہے۔ گو امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ''سبرة بن الربیع الجهني، عن أبیه'' سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ''محمد بن عبید الله عن سبرة'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور امام زہریؒ سے ان کے باقی تلامذہ اسے ''الربیع بن سبرة، عن أبیه'' کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۵۵**)

الجواب:

اثری صاحب نے اپنی عبارت میں ''۳'' باتیں کہی ہیں:

(۱)　حدیث نهی عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے ''الزهری عن محمد بن عبید الله عن سبرة'' کی سند سے بیان کیا ہے اور اس سند میں محمد بن عبید اللہ مجہول ہے۔

(۲)　اس سند میں محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ نے یہ حدیث کو امام زہریؒ سے ''الربیع بن سبرة، عن أبیه'' سے روایت کیا ہے۔

(۳)　امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ''سبرة بن الربیع الجهني، عن أبیه'' سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ''محمد بن عبید الله عن سبرة'' کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔

ترتیب سے ان تمام باتوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بات کا جواب:

حدیث نهی عن متعة النساء کو امام ابوحنیفہؒ نے ''الزهری عن محمد بن عبید الله عن سبرة'' کی سند سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنیفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن محمد بن عبید الله، عن سبرة الجهني رضي الله عنه، عن النبي صلی الله علیه وسلم، أنه نهی عن متعة النساء یوم فتح مکة۔ (**کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶**)

اور اس سند میں موجود محمد بن عبید اللہؒ مجہول نہیں، بلکہ اس سے مراد ثقہ راوی، ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) ہیں۔ کیونکہ صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) فرماتے ہیں کہ

عن أحمد بن محمد بن مقاتل الرازي (عن) إدریس بن إبراهیم (عن) الحسن بن زیاد (عن) أبي حنیفة (عن)

أبي عون محمد بن عبد الله (عن) ابن سبرة (عن) أبيه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عام فتح مكة عن متعة النساء
۔ (**مسند ابی حنیفۃ للقاضی الاشنانی** بحوالہ **جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۱۳۰**) [۱]

اور ابوعون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۱۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ راوی ہے۔ (**تقریب: رقم ۶۱۰۷**)، لہذا ان کو مجہول کہنا، باطل ومردود ہے۔

دوسری بات کا جواب:

حدیث **نهي عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ امام صاحبؒ نے جمہور کی طرح، حدیث **نهي عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند

---

(۱) **سند کی تحقیق:**

قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) صدوق ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷**)، ان کے شیخ، احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ سے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۷۶**)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) کے نزدیک آپؒ صدوق ہیں۔ (**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۸۵۱۱**، **المعجم الاصغیر للطبرانی: ج ۱: ص ۸۰، حدیث نمبر ۱۰۳**، نیز دیکھئے **مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸**)، نیز آپؒ "قاضی الری" کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ (**الجواہر للقرشی: ج ۲: ص ۴۰۸**)، لہذا آپؒ صدوق ہیں۔

ابو یونس ادریس بن ابراہیم الرازیؒ سے ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن عبید اللہ بن شریحؒ (م ۳۰۷ھ)، قاضی احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ، احمد بن جعفر بن نصر الرازیؒ (م ۳۱۴ھ)، صالح بن احمد بن ابی مقاتل المروزیؒ (م ۳۱۶ھ)، ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن علی الصیرفیؒ، اسحاق بن سہل الرازی المؤذنؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۱: ص ۲۶۰، ۲۶۸، ۲۷۳، مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۱**)، چونکہ ادریس بن ابراہیم الرازی پر کوئی جرح نہیں ہے۔ لہذا آپؒ بھی صدوق ہیں۔ (**الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)

حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی روایات میں مکثر اور حافظ تھے۔ (**الاجماع: ش ۱۹: ص ۳۰**)، لہذا وہ بھی اس روایت میں صدوق ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، امام اور بے مثال فقیہ ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

جامع المسانید للخوارزمی کی ایک اور روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعون الثقفیؒ کی تصریح موجود ہے۔ (**جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۲۰۷**)، لہذا یہاں اس روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابوعونؒ (م ۱۱۶ھ) ہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن إسحاق بن عثمان السمسار البخاري، ثنا داود بن مخراق، ثنا سعيد بن سالم، عن أبي حنيفة، عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔

(مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۶، جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۸۸)[۱]

- اسی طرح صدوق قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) نے کہا:

(عن) الحسن بن سلام السواق (عن) عيسى بن أبان (عن) محمد بن الحسن (عن) أبي حنيفة رحمه الله عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (مسند ابی حنیفۃ

---

(۱) <u>سند کی تحقیق:</u>

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ سے حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) اور عمر بن حفص بن احلم البخاریؒ (م ۳۲۷ھ) نے روایت لی ہے۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۷: ص ۵۳۷**) اور حارثیؒ نے ان سے کثرت سے [قریب "۳۵" سے زیادہ] روایات لی ہے۔ لہذا مکثر عنہ ہونے کی وجہ سے وہ صدوق ہیں۔ (**میزان الاعتدال**)، واللہ اعلم

نیز حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے یہی روایت اپنی مسند ابی حنیفۃ میں ذکر کی ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ کیونکہ ان کے ذکر کردہ دیگر مسانید ابی حنیفۃ میں یہ روایت اس سند کے ساتھ نہیں آئی ہے۔ لہذا یا تو ابن عدی نے یہی سند سے یہ روایت ذکر کی ہوگی اور دوسری سند سے۔ دونوں صورتوں میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاریؒ صدوق ثابت ہونگے۔ کیونکہ اگر یہی سند سے ذکر کی ہوگی، تو الکامل میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری کا ترجمہ نہیں ملا، لہذا ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کی شرط کے مطابق وہ ان کے نزدیک صدوق ہونگے۔ (**الکامل: ج ۱: ص ۷۹**)، یا اگر دوسری سند سے ذکر کیا ہو، تو ان کے متابع میں کوئی اور راوی ہوگا، جس کی وجہ سے ان کا اس روایت میں صدوق ہونا ثابت ہو جائے گا، بہر یحال محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری صدوق ہیں۔

داود بن مخراقؒ سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۱۲**)، سعید بن سالم القداحؒ سنن ابوداود اور نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۱۵**)، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

امام محمد بن مسلم ابن شہاب الزہریؒ (م ۱۲۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: ۶۲۹۶، وغیرہ**)، "**رجل من آل سبرة**" سے مراد الربیع بن سبرۃ الجہنیؒ صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۸۹۲**) سبرۃ الجہنیؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب**)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

للاشناني بحوالہ جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۸۹)[۱]

- صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں :

أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن الربيع بن سبرة الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة ۔(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۵۰)[۲]

- ایک اور روایت حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے یوں ذکر کی ہے:

قال الحارثي: أخبرنا صالح بن أحمد القيراطي، ثنا محمد بن شوكر، ثنا القاسم بن الحكم، ثنا أبو حنيفة، عن

---

(۱) __سند کی تحقیق:__

قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ الحسن بن سلام السواقؒ (م ۲۷۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۶۱، سیر: ج ۱۳: ص ۱۹۲**)، عیسی بن ابان الفقیہؒ (م ۲۲۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**الجواہر المضیۃ للقرشی: ج ۱: ص ۴۰۱، الکامل لابن عدی: ج ۸: ص ۳۲۱، ج ۱: ص ۹۷، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۶۵۱، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۰: ص ۴۴۰**)، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ذکی، فقیہ اور حجت ہیں۔ (**الاجماع: ش ۱۳: ص ۱**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) __سند کی تحقیق:__

ابوعبداللہ الحافظؒ (م ۴۰۵ھ) اور ابوعلی الحافظؒ (م ۳۴۸ھ)، دونوں مشہور ثقہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۶۸۸**)، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۱، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۰۲، لسان المیزان: ج ۱: ص ۳۹۶**)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

__نوٹ:__

اس روایت کی سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی خطاء کی وجہ سے "**الربيع بن سبرة الجهني**" کے بجائے "**سبرة بن الربيع الجهني**" آ گیا ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلیؒ (م ۶۶۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ جب کہ صحیح "**الربيع بن سبرة الجهني**" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر متن میں "**الربيع بن سبرة الجهني**" لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

الزهري، عن ابن سبرة، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۸، جامع المسانید للخوارزمی: ج ۲: ص ۸۸) [۱]

پھر ان سب کے علاوہ ائمہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ

- ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

"**تفرد به أبو حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عنه وغيره، تفرد به عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه**"۔ **(اطراف الغرائب للدارقطنی: ج ۳: ص ۱۳۶)**

- ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

لأبي حنيفة في تحريم المتعة أسانيد عشر منها الزهري، عن أنس ومنها الزهري، عن الربيع بن سبرة ومنها أبو حنيفة، عن نافع، عن ابن عمر۔

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے پاس حرمت متعہ کی "۱۰" سندیں تھی۔ ان ہی میں "**الزهري، عن أنس**"، "**الزهري، عن الربيع بن سبرة**" اور "**عن نافع، عن ابن عمر**" وغیرہ ہے۔ **(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۱۶)**

لہذا حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں بلکہ موافقت کی ہے۔ البتہ چونکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کثیر الاسانید ہیں، [۲]، اس لئے انہوں نے حدیث **نهى عن متعة النساء** کو امام زہریؒ (م ۱۲۵ھ) سے "**الربيع بن سبرة، عن أبيه**" کی سند کے علاوہ، ایک اور سند سے بھی ذکر کی ہے۔ جس کو دیگر نے بیان نہیں

---

(۱) سند کی تحقیق:

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد صالح بن احمد القیر اطیؒ (م ۳۱۶ھ) متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں قاضی عمر بن الحسن الاشنانیؒ (م ۳۳۹ھ)، یحیی بن علی بن محمد الحلبیؒ، محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری وغیرہ صدوق روات موجود ہے، جیسا کہ روایات گزر چکی۔ لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول و بیکار ہے۔

محمد بن شوکر بغدادیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۳۳۷**)، قاسم بن الحکم العرنیؒ (م ۲۰۸ھ) بھی صدوق، الحسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵**)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) اس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی۔

کیا۔جیسا کہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کے حوالہ سے شروع میں گزر چکا،جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال الامام الحافظ الفقيه محمد بن الحسن الشيباني أخبرنا أبو حنيفة, عن محمد بن شهاب الزهري, عن محمد بن عبيد الله, عن سبرة الجهني رضي الله عنه, عن النبي صلى الله عليه وسلم, أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔(کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶)

اور یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت اور ثقہ، حافظ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث **نهی عن متعة النساء**، **''الزهری عن محمد بن عبید الله عن سبرة''** کی سند بھی سے صحیح اور مقبول ہے اور اس کو مخالفت کہنا غیر صحیح ہے۔

تیسری بات کا جواب:

اور رہا اثری صاحب کا یہ اعتراض کہ امام ابوحنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے **''سبرة بن الربيع الجهني, عن أبيه''** سے کبھی روایت کرتے ہیں اور کبھی **''محمد بن عبيد الله عن سبرة''** کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، تو اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ حاکمؒ کی سند میں **''سبرة بن الربيع الجهني''** کا ذکر، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی غلطی کا نتیجہ ہے، اور صحیح **''الربيع بن سبرة الجهني''** ہے جیسا کہ دیگر طرق میں امام صاحبؒ سے ثابت ہے۔

اور چونکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کا حدیث **نهی عن متعة النساء** کو امام زہریؒ سے **''محمد بن عبيد الله عن سبرة''** کے واسطہ روایت کرنا، زیادتی ہے۔ جو کہ صحیح و مقبول ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔

لہذا یہ اعتراض بھی باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۶: (امام صاحب کی عبد خیر عن علی کی مشہور حدیث وضو پر امام دارقطنیؒ کا اعتراض)

- اثری صاحب کہتے ہیں کہ

حضرت علیؓ سے وضوء کی روایت جو بواسطہ خالد عن عبد خیر ہے میں **''مسح راسه ثلاثا''** کو بھی محدثین نے امام صاحبؒ کا وہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ زائدہ بن قدامہ، سفیان، شعبہ، ابوعوانہ، شریک، ابوالاشہب، ہارون بن سعد، جعفر بن محمد، حجاج بن ارطاۃ، ابان بن تغلب، علی بن صالح، حازم بن ابراہیم، حسن بن صالح، جعفر بن الاحمر رحمہم اللہ **''مسح راسه مرة''** کے الفاظ ہی نقل کرتے ہیں۔ (**دارقطنی: ص ۸۹ ج ۱، ص ۳۳، ط ہند، نصب الرایہ: ص ۳۲ ج ۱، العلل للدارقطنی: ص ۱۵ ج ۴، بیہقی ص ۶۳ ج ۱**)، امام صاحبؒ سے بھی گو **''مسح راسه مرة واحدة''** کے الفاظ مروی ہیں۔ جامع المسانید (ص ۲۳۵ ج ۱) مگر اس کی سند سخت ضعیف ہے،

خارجہ بن مصعب ان کا شاگرد متروک ہے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۴۵**)

<u>الجواب:</u>

اولاً　　امام صاحبؒ سے گو **"مسح راسہ مرۃ واحدۃ"** کے الفاظ مروی ہیں، اور اس میں خارجہ بن مصعبؒ (م **۱۶۸ھ**) منفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے متابع میں اسد بن عمرو الکوفیؒ (م **۱۸۰ھ**)، القاسم بن الحکمؒ (م **۲۰۸ھ**) وغیرہ ائمہ موجود ہیں۔ چنانچہ القاسم بن الحکم عن ابی حنیفۃ کی طریق سے حافظ ابن خسروؒ (م **۵۲۲ھ**) نے روایت نقل کی ہے کہ جس میں **"مسح برأسہ"** کے الفاظ ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸**)[۱]

---

[۱]　　حافظ ابو عبد اللہ ابن خسروؒ (م **۵۲۲ھ**) فرماتے ہیں:

وأخبرنا الشيخ أبو الحسين قال: أخبرنا أبو محمد قال: أخبرنا أبو الحسين بن المظفر قال: حدثنا أبو علي الحسن بن محمد بن شعبة قال: حدثنا محمد بن عمران الهمداني قال: حدثنا القاسم بن الحكم قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ومسح برأسه، وغسل قدميه ثلاثاً، ثم قال: هذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱)　ابو عبد اللہ، حسین بن محمد بن خسرو البلخیؒ (م **۵۲۲ھ**) مشہور ثقہ، محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۱۰۵**)

(۲)　ابو حسین، مبارک بن عبد الجبار البغدادیؒ (م **۵۰۰ھ**) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۸۳۰**)

(۳)　ابو محمد، الحسن بن علی الشیرازی الجوہری البغدادیؒ (م **۴۵۴ھ**) بھی ثقہ، امین ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵**)

(۴)　ابو الحسین، محمد بن المظفر البغدادیؒ (م **۳۷۹ھ**) مشہور حجت، حافظ الحدیث اور ثقہ مامون ہیں۔ (**الدلیل المغنی: ص ۴۵۴**)

(۵)　ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ (م **۳۱۳ھ**) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج ۷: ص ۴۲۷، طبع بیروت**)

<u>نوٹ:</u>

مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو کے مطبوعہ نسخہ میں حسن بن محمد بن شعبہ کے بجائے حسین بن محمد بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ جب کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی سند میں ابن المظفرؒ اور محمد بن عمران الہمدانیؒ کے درمیان ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ موجود ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۶۳**، نیز دیکھئے **ذکر صلاۃ التسبیح للخطیب: ص ۷۰**)

اور حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے اسد بن عمرو الکوفی عن ابی حنیفہ کی سند سے بھی تقریباً یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ (**مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۴، ۷۶۷**)[۱]

لہذا صحیح ابو علی، الحسن بن محمد بن شعبہ الانصاری ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ابو عبداللہ، محمد بن عمران بن حبیب الھمدانیؒ (م ۲۷۹ھ) صدوق ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۶۱۶، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۴۷، لسان المیزان: ج ۴: ص ۴۲۸**)

(۷) القاسم بن الحکمؒ (م ۲۰۸ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵**)

(۸) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے ص:۔

(۹) خالد بن علقمہ سنن ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۶۵۹**)

(۱۰) عبد خیر الھمدانیؒ بھی ثقہ ہیں اور وہ سنن اربع کے راوی ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۷۸۱**)

(۱۱) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

[۱] صدوق، حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا هارون بن هشام الكسائي، حدثنا أبو حفص أحمد بن حفص البخاري، حدثنا أسد بن عمرو البجلي، عن أبي حنيفة، عن خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي بن أبي طالب: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل وجهه ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً، ثم أخذ ماء في كفه فصبه في صلعته فتحدر عنها، وغسل رجليه ثلاثاً ثلاثاً، ثم قال: من سره أن ينظر إلى وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم كاملاً فلينظر إلى هذا۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۴، ۷۶۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) ابو محمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور محدث اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲**)

(۲) ابو موسی، ھارون بن ھشامؒ کو امام ابو عبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے "ذكر الطبقة الخامسة من علماء نيسابور من دخلها ونشر علمه" میں شمار کیا ہے اور ابو موسیؒ کی یہ علمی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ (**مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۴۲۱، مختصر تاریخ نیسابور للحاکم: ص ۶۰، نیز دیکھئے اضواء المصابیح للشیخ زبیر علی زئی: ص ۲۵۱، مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۶**)

لہذا ابو موسی، ھارون بن ھشامؒ صدوق ہیں۔

لہذا امام صاحبؒ سے "مسح راسہ مرۃ واحدۃ" کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ واللہ اعلم

دوم　　امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسہ مرۃ" کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کہ انہوں نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سر پر "۳" مرتبہ ہاتھ پھرا،

- پہلی مرتبہ سر کے ابتدائے حصہ یعنی پیشانی سے گدی تک۔
- دوسری مرتبہ گدی سے پیشانی تک۔
- تیسری بار کانوں کا مسح کیا۔

گویا امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسہ مرۃ" کی تشریح کر رہے ہیں۔ قریب قریب یہی بات حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہی ہے۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۲)

اور حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۷۴۴ھ) نے بھی حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے کلام کو ذکر کر کے، سکوت کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے۔ (تعلیقۃ علی العلل لابن عبد الہادی: ص ۲۰۱، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸)

اس تاویل کے درست ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ "عبد خير عن علي" کی روایت میں "مسح برأسه وأذنيه ثلاثاً" کے بھی الفاظ آئے ہے۔ (دیکھئے ص: ۲۷)، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" میں "مسح اذنيه" بھی داخل ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً"، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ "مسح راسہ مرۃ"

---

(۳)　احمد بن حفص، ابو الحفص البخاریؒ (م ۲۱۷ھ) بھی صدوق ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۲۵۹، سیر: ج ۱۰: ص ۱۵۷)

(۴)　اسد بن عمرو البجلیؒ (م ۱۹۰ھ) بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش: ص)

(۵)　امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)،

(۶)　خالد بن علقمہؒ،

(۷)　عبد خیر الھمدانیؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۸)　حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

کے خلاف نہیں ہے۔

سوم　　"عبد خیر عن علی" کی مشہور حدیث میں یہ الفاظ "مسح برأسه ثلاثاً" کونقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد بھی نہیں ہیں۔

۱-　　چنانچہ امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے "مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علی" کی سند سے نقل کیا کہ "مسح برأسه وأذنيه ثلاثا" حضرت علیؓ نے اپنے سر اور کانوں کا "۳، ۳" مرتبہ مسح کیا تھا۔ (**سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱**)، [1]

---

(۱)　　امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابن القاسم بن زكريا, ثنا أبو كريب, نا مسهر بن عبد الملك بن سلع, عن أبيه, عن عبد خير, عن علي رضي الله عنه, أنه توضأ ثلاثا ثلاثا, ومسح برأسه وأذنيه ثلاثا, وقال: هكذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم أحببت أن أريكموه۔

(سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۶۱)

سند کی تحقیق:

(۱)　　امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔

(۲)　　ان کے شیخ محمد بن القاسم بن زکریاؒ (م ۳۲۶ھ) صدوق ہیں۔

حافظ عبد الغنی المقدسیؒ (م ۶۰۰ھ) نے ان کو ثقہ اور امام دارقطنیؒ نے ان سے مروی حدیث کی سند کو ثابت و صحیح کہا اور جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا کہ دارقطنیؒ نے اس کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**تنقیح التحقیق لابن عبد الہادی: ج۱: ص۳۳۸، سنن الدارقطنی: ج۲: ص۹۶، ۱۳۷، اتحاف المھرۃ لابن حجر: ج۱۲: ص۳۹۷**)

نوٹ:

حدیث کے سلسلے میں محمد بن القاسم بن زکریاؒ پر کوئی کلام نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔

(۳)　　ابوکریب، محمد بن العلاءؒ (م ۲۴۷ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۰۴، تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۲: ص۵۹**)،

(۴)　　مسھر بن عبد الملکؒ صدوق ہیں۔

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ الحسن بن حماد الضبیؒ (م ۲۳۸ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**تہذیب التہذیب: ج۱۰: ص۱۴۸**)، ثقہ، حافظ، امام الحسن بن علی الخلالؒ (م ۲۴۲ھ) ان کی تعریف کرتے تھے۔ (**الجامع في**

۲- اسی طرح محدث ابومحمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸ھ) نے "شعیب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال علي" کی سند سے نقل کیا "مسح برأسه ثلاثا" کہ حضرت علیؓ نے اپنے سر کا "۳" مرتبہ مسح کیا۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامية) [۱]

الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۱۳۱)، اوران کے قول کی شرح میں شیخ احمد شاکر صاحبؒ کہتے ہیں کہ حافظ الحسن بن علی الخلالؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۵ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (لسان المیزان: ج ۹: ص ۴۲۳)، حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بھی ثقہ کہا اور حافظ عراقیؒ (م ۸۰۶ھ) نے ان سے مروی غریب حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۴: ص ۲۱۰، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۵۲۰۵، تخریج احادیث احیاء: ج ۱: ص ۱۱۲)، شیخ احمد شاکر صاحبؒ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد شاکر: ج ۱: ص ۵۵۵)، لہذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ:

ان پر موجود جرح مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ کے اقوال سے ان کی تضعیف لازم نہیں آتی، نیز ابن عدیؒ نے امام بخاریؒ کے قول کی وجہ سے، مسہرؒ کو الکامل میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں صراحت کی ہے۔ لہذا ان جروحات کے مقابلے میں ان کی توثیق راجح ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ان کے والد عبد الملک بن سلعؒ صدوق ہیں، بلکہ دارقطنی ان کو ثبت قرار دیا ہے۔ (تقریب: رقم ۴۱۸۳، العلل للدارقطنی: ج ۴: ص ۵۲)، اور

(۶) عبد خیر الہمدانیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

اس سند کو محدث احمد بن الصدیق، ابوالفیض الغماریؒ (م ۱۳۸۰ھ) نے صالح قرار دیا ہے۔ (الهداية في تخريج أحاديث البداية: ج ۱: ص ۱۶۱)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

[۱] محدث ابومحمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا القاسم بن محمد: حدثنا إبراهيم: حدثنا شعيب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال: رأيت عليا رضي الله عنه توضأ فغسل كفيه، ثم تمضمض واستنشق ثلاثا ثلاثا، ثم غسل وجهه وذراعيه ثلاثا ثلاثا، ثم مسح برأسه ثلاثا، ثم غسل قدميه، ثم أخذ كفا من ماء فشربه۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامية)

۳- حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے بھی اپنی سند "أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية، أنه رأى عليا" سے

سند کی تحقیق:

(۱) ابومحمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۴۸ھ) مشہور ثقہ، امام اور صدوق، فاضل، محدث ہیں۔ (**الدلیل المغنی: ص ۱۶۲-۱۶۳**)

(۲) قاسم بن محمد بن حماد، ابومحمد الکوفیؒ (م ۲۹۹ھ) صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**الجزء الخلدی مع مجموع فیه ثلاثة أجزاء حدیثیة: ص ۱۵۴**)

امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو "الثقات" میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۹**)، حافظ خلیلیؒ (م ۴۴۶ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۷۳**)، حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک وہ صدوق ہیں۔ (**الکامل: ج ۱: ص ۹۷، ج ۳: ص ۱۵۵**)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے بھی "الثقات" میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۸**)، حافظ نور الدین ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۶: ص ۲۵۹، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۳۸۹۹**)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی ان کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (**المستدرک للحاکم: ج ۱: ص ۱۸۱، حدیث نمبر ۳۴۴**)

لہٰذا وہ صدوق ہیں۔

(۳) ابراہیم بن الحسن الثعلبیؒ بھی صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۷۲، الجزء الخلدی مع مجموع فیه ثلاثة أجزاء حدیثیة: ص ۱۵۹**)

(۴) شعیب بن راشدؒ ثقہ ہیں۔ (**کتاب العلل للدارقطنی: ج ۵: ص ۲۷۳، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۶: ص ۴۳۹**)

(۵) ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) صحیحین کے مشہور راوی اور ثقہ، حافظ اور ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۰۶۵، ھدی الساری: ص ۴۳۱**)

نوٹ:

حافظ ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) پر تدلیس اور اختلاط وغیرہ کے اعتراض مردود ہیں۔ کیونکہ ان کے متابع میں ثبت راوی عبدالملک بن سلع موجود ہیں۔ لہٰذا تدلیس کا شبہ ختم ہوگیا۔

اور شعیب بن راشد کی طرح ثقہ، حافظ الحدیث امام ابوالاحوص سلام بن سلیمؒ (م ۱۷۹ھ) نے بھی "ابواسحاق عن عبد خیر" کی سند سے "مسح رأسه ثلاثا" کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (**مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳**)، اور ابوالاحوصؒ (م ۱۷۹ھ) کا ابواسحاقؒ (م ۱۲۸ھ) سے سماع قدیم ہے۔ (**مصباح الزجاجة للبصیری: ج ۱: ص ۱۳۸، حاشیة الایماء لابن طاہر الدانی: ج ۴: ص ۱۶۶، ت شیخ عبدالباری الجزائری، مطالب العالیه لابن حجر: ج ۱۵: ص ۷۸۸، ت محمد بن ظافر، شرح ابن ماجة للشیخ محمد امین الاثیوبی: ج ۷: ص ۱۸۹، حاشیة موسوعة فضائل سور وآیات القرآن - القسم الصحیح للشیخ محمد بن رزق: ج ۲: ص ۲۸۳، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان: ج ۶: ص ۸۱، ت شیخ حسین**

"مسح رأسه ثلاثا" کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳، نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳، والفظ لہ) [۱]

سلیم اسد الدارانی، إفراد أحادیث اسماء اللہ و صفاته، رسالة دکتوراة: ج ۱: ص ۲۷۵)،

لہٰذا اختلاط کا اعتراض بھی مردود ہے۔

(۶)　عبد خیر الہمد انیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷)　حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں، لہٰذا یہ سند بھی حسن ہے۔

[۱]　حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن معمر، قال: نا أبو داود، قال: نا سلام بن سليم أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية بن قيس، أنه رأى عليا توضأ في الرحبة فغسل كفيه ثم مضمض ثلاثا، واستنشق ثلاثا، وغسل وجهه ثلاثا، وذراعيه ثلاثا ثلاثا، ورأسه ثلاثا، وغسل رجليه، إلى الكعبين ثلاثا، ثم قام فشرب فضل وضوئه وهو قائم وقال: أحببت أن أريكم كيف كان طهور النبي صلى الله عليه وسلم " قال أبو إسحاق: فحدثني عبد خير عن علي، بمثل هذا غير أنه لما فرغ أخذ حفنة من ماء في كفه فشربها وهو قائم " وهذا الحديث لا نعلم أحدا رواه بهذا اللفظ عن أبي إسحاق، عن عبد خير، وأبي حية، عن علي مجموعين إلا أبو الأحوص۔ (مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳-۴۴)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱)　احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزارؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۴۴)

(۲)　محمد بن معمر بن ربعی القیسیؒ (م بعد ۲۵۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۳۱۳)

(۳)　ابوداود، سلیمان بن داود الطیالسیؒ (م ۲۰۴ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۵۵۰)

(۴)　ابوالاحوص، سلام بن سلیم الکوفیؒ (م ۱۷۹ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، متقن، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۷۰۳)

(۵)　ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۶)　ابوحیہ بن قیسؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۸۰۷۰)

(۷)　حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ لہٰذا اس کی سند حسن ہے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "إسناده متقارب" اس روایت کی سند صحت کے قریب (یعنی حسن) ہے۔ (الدرایہ لابن حجر: ج ۱: ص ۲۸)

۴-　ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) نے اپنی سند "حدثنا قَبِيصَة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي" سے "مسح برأسه ثلاثا" الفاظ نقل کئے ہیں۔ (حدیث سفیان الثوری للسری: ص ۵۶)[۱]

۵-　امام طبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) نے بھی اپنی سند "سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عثمان بن سعيد النخعي عن علي" سے "مسح رأسه ثلاثا بماء واحد" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳)[۲]

---

[۱]　ثقہ، جلیل، امام ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قبيصة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي رضي الله عنه أنه بدأ فغسل يديه ثلاثا ثم تمضمض واستنشق ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا، ثم غسل قدميه ثلاثا ثلاثا ثم مسح برأسه ثلاثا ثم غسل يديه ثلاثا، ثم قام قائما فشرب فضل الإناء، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ۔ (حدیث سفیان الثوری للسری بن یحیی: ص ۵۶)

سند کی تحقیق:

(۱)　ابوعبیدۃ، السری بن یحییٰؒ (م ۲۷۴ھ) ثقہ، جلیل ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۴۲۶)

(۲)　قبیصہ بن عقبہ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۵۱۳، سیر)

(۳)　سفیان بن سعید ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حجت، امام، حافظ الحدیث اور فقیہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵)

(۴)　ابواسحاق السبیعیؒ (م ۱۲۹ھ) اور

(۵)　ابوحیہ بن قیسؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۶)　حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں،

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

[۲]　امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي ثنا سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عمير بن سعيد النخعي عن علي أنه قال: ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا: بلى، فأتى بطست من ماء فغسل كفيه ووجهه ثلاثا ويديه إلى المرفقين ثلاثا ثلاثا ومسح رأسه ثلاثا بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثا بماء واحد وغسل رجليه ثلاثا۔ (کتاب الشامیین للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ للزیلعی: ج ۱: ص ۳۳)

سند کی تحقیق:

لہذا جب امام صاحبؒ کے متابع میں "۵" راوی موجود ہیں۔ تو اس روایت میں موجود الفاظ "مسح برأسه ثلاثا" کو نقل کرنے میں ان پر تفرد کا الزام کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض غیر صحیح، باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۷: (حدیث: **إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها۔۔۔** پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث: **إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها۔** آخ کو مرفوع بیان کرنے میں بھی امام صاحب سے وہم ہوا ہے اور ان کے دوسرے ساتھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ (دارقطنی: ص ۳۱۳ ط ہند، ص ۵۷ ج ۳)، امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ فرماتے ہیں کہ اس میں امام صاحب سے وہم ہوا ہے۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۴۵**)

الجواب:

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (**م ۳۶۰ھ**) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰**)

(۲) الحسن بن علی بن خلف الدمشقیؒ (**م ۲۸۹ھ**) بھی ثقہ یا کم از کم صدوق ہیں۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۰: ص ۲۷۱، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۷۶۱۴، مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸، نیز دیکھئے ص: ۲۵**)

(۳) سعید بن عبدالرحمٰن بن عیسی الدمشقیؒ (**م ۲۳۳ھ**) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۵۸۵**)

(۴) اسماعیل بن عیاشؒ (**م ۱۸۲ھ**) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۷۳**)

(۵) عبدالعزیز بن عبیداللہ بن حمزہ الشامی الحمصیؒ اگرچہ ضعیف ہے، لیکن متابع میں قابل ذکر ہے۔ (**الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ۵: ص ۳۸۷-۳۸۸**)

(۶) عمیر بن سعید النخعیؒ (**م ۱۱۵ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۱۸۲**)

نوٹ:

نصب الرایہ للزیلعی کے مطبوعہ نسخہ میں عمیر بن سعید کے بجائے عثمان بن سعید آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ مسند الشامیین للطبرانی میں یہی روایت میں عمیر بن سعید النخعی لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت متابعات کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

اس کا جواب کئی ائمہ محدثین اور حفاظ کرام دے چکے ہیں۔ چنانچہ

(۱) حافظ ابو محمد الزیلعیؒ (م ۷۶۲ھ) نے کہا:

قلت :أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو، ورفع الحديث، قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا، انتهى. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمها الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتے ہوں کہ اس حدیث "**إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها**" کو امام دارقطنی نے کتاب الحج کے آخر میں "**عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح عن عبد الله بن عمرو**" کی سند مرفوعاً نقل کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے مکہ کے کسی گھر کا کرایا کھایا، اس نے سود کھایا۔[۱] اور حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "**حدثنا أبو**

---

(۱) اس روایت کو حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) اس سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے:

قال الدارقطنی ثنا عثمان بن أحمد الدقاق , نا إسحاق بن إبراهيم الختلي , نا محمد بن أبي السري, نا المعتمر بن سليمان , عن أيمن بن نابل , عن عبيد الله بن أبي زياد , عن أبي نجيح , عن عبد الله بن عمرو , رفع الحديث قال: من أكل كرا بيوت مكة أكل نارا ۔(السنن للدارقطنی: ج ۳: ص ۳۷۳، حدیث نمبر ۲۷۸۷)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابو الحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ ان کی توثیق گزر چکی۔

(۲) عثمان بن احمد، ابو عمرو السماک الدقاقؒ (م ۳۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۷۵**)

(۳) اسحاق بن ابراہیم الختلیؒ (م ۲۸۴ھ) کو حافظ خطیب بغدادیؒ نے ثقہ کہا۔ ابو عبد اللہ الحاکمؒ، حافظ ابو عوانہؒ کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔(**لسان المیزان: ج ۲: ص ۳۵، المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۲۳۲، حدیث نمبر ۴۹۳۸، صحیح ابی عوانہ: ج ۵: ص ۱۳۰، طبع جامع اسلامیہ**)، شیخ محمد بن عمرو بن عبد اللطیف الشنقیطیؒ کہتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ راوی ہے۔(**أحاديث ومرويات في الميزان 1 - حديث قلب القرآن يس: ص ۸۸**)، لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۴) محمد بن ابی السری المتوکل العسقلانیؒ (م ۲۳۸ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(**تحریر تقریب التهذیب: رقم ۶۲۶۳**)

(۵) معتمر بن سلیمانؒ (م ۱۸۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب: رقم ۶۷۸۵**)

معاویة عن الأعمش عن مجاهد" مجاہد سے مرسلاً نقل کیا[۱] کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں ہے اور ان کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔ **(نصب الرایہ: ج۴: ص۲۶۵)**

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

وقد رفعه أيمن ابن أم نابل عن عبيد الله بن أبي زياد أيضا فلم ينفرد أبو حنيفة برفعه أخرجه الدارقطني أيضا في أواخر الحج وله طريق أخرى أخرجها الدارقطني والحاكم من رواية إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو رفعه مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها وإسماعيل قال البخاري منكر الحديث وفي

---

(۶) ایمن بن نابل المکیؒ بھی ثقہ ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۹۷)**

(۷) عبید اللہ بن ابی زیاد المکیؒ (م۱۵۰ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(التاریخ الکبیر للبخاری: ج۵: ص۳۸۲)**

(۸) ابو نجیح المکیؒ (م۱۰۹ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۸۰۵)**

(۹) عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م۶۵ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

السنن للدارقطنی کے مطبوعہ نسخہ میں "ایمن بن نابل" کے بجائے "ابن اسرائیل" اور "ابی نجیح" کے بجائے "ابن ابی نجیح" آ گیا ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ حافظ الزیلعیؒ (م۷۶۲ھ)، محدث عینیؒ (م۸۵۵ھ) نے یہی روایت کو "**السنن للدارقطنی**" سے نقل کیا ہے اور انہوں نے "ایمن بن نابل" اور "ابی نجیح" ہی ذکر کیا ہے۔ لہذا صحیح "ایمن بن نابل" اور "ابی نجیح" ہے۔ واللہ اعلم

[۱] اس سند کے تمام رواۃ یعنی حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ)، حافظ ابو معاویہ الضریرؒ (م۱۹۵ھ)، حافظ الاعمشؒ (م۱۴۸ھ)، امام مجاہدؒ (م۱۰۴ھ) مشہور ائمہ ثقات ہیں۔ لہذا یہ سند صحیح مرسل ہے۔ اور مرسل سے ترجیح حاصل کرنا جائز اور صحیح ہے۔ جیسا کہ حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م۶۷۶ھ)، حافظ زرکشیؒ (م۷۹۴ھ)، حافظ ابن الملقنؒ (م۸۰۴ھ) وغیرہ نے صراحت نقل کی ہے۔ **(الکفایۃ للخطیب: ص۴۰۵، المجموع للنووی: ج۱: ص۶۱، البحر المحیط للزرکشی: ج۶: ص۳۶۴، المقنع لابن الملقن: ج۱: ص۱۳۶، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص۸)**، خلاصہ یہ کہ اس مرسل روایت سے بھی امام صاحبؒ کی حدیث کا مرفوع ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

دیگر متصل طریق کی وجہ سے، اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اس روایت کو امام مجاہدؒ (م۱۰۴ھ) نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ **(م۶۵ھ)** سے روایت کر کے، پھر ان سے ارسال کیا ہو۔ واللہ اعلم **(دیکھئے ص: ۳۳)**

ترجمته أخرجه ابن عدي و العقيلي في الضعفاء۔

حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کو ایمن ابن ام نابلؒ نے بھی عبید اللہ بن ابی زیادؒ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جس کو امام دارقطنیؒ نے کتاب الحج کے آخر میں نقل کیا ہے۔لہذا امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔اس حدیث کا ایک طریق ہے جس کو دارقطنیؒ، ابوعبداللہ الحاکم نے "إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو" کی سند[۱] سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ "مكة مناخ لا تباع رباعها و لا تؤاجر بيوتها" مکہ اترنے کی جگہ ہے، لہذا مکہ کے مکانات کی نہ بیع کی جائے گی اور نہ اس کو اجرت پر دیا جائے گا۔اور اسماعیل بن مہاجر کے

---

(۱) اس روایت کی مکمل سند مع متن درج ذیل ہیں:

قال الدارقطني ثنا الحسين بن إسماعيل, نا أحمد بن محمد بن يحيى بن سعيد, نا عبد الله بن نمير, نا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر, عن أبيه, عن عبد الله بن باباه, عن عبد الله بن عمرو, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »مكة مناخ لا تباع رباعها و لا تؤاجر بيوتها۔(السنن للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۸)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(ارشاد القاصی والدانی: ص ۲۰۴)

(۳) احمد بن محمد بن یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۱۰۶)

(۴) عبداللہ بن نمیرؒ (م ۱۹۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔(تقریب: رقم ۳۶۶۸)

(۵) اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجرؒ اور ان کے والد

(۶) ابراہیم بن مہاجرؒ، اگرچہ یہ دونوں متکلم فیہ راوی ہیں۔

لیکن امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ)، امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) وغیرہ ان دونوں کو متابعات و شواہد کی صورت میں قابل ذکر مانتے ہیں۔(تہذیب التہذیب: ج ۱: ص ۲۷۹، ۱۶۱، المستدرک للحاکم: حدیث نمبر ۲۳۲۶)، لہذا اس روایت میں ان دونوں پر جرح فضول ہے۔

(۷) عبداللہ بن باباہ المکیؒ صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۳۲۲۰)

(۸) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تاریخ الاسلام)،

اور امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس سند کو متابعات کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔(المستدرک للحاکم: ج ۲: ص ۲۶۱، حدیث نمبر ۲۳۲۶) واللہ اعلم

ترجمہ میں جس کو ابن عدیؒ اور عقیلیؒ نے ذکر کیا ہے امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ اسماعیل منکر الحدیث ہے۔(**الدرایہ لابن حجر: ج ۲: ص ۲۳۶**)

(۳) حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

قلت: الوهم ممن دون اصحاب ابی حنيفة فقد قدمناه من متن اثار محمد بن الحسن علی الصواب ولم اقف علی نسخة من الآثار فيها ابن ابی يزيد, اما الوجه الآخر فمردود بتوثيق ابی حنيفة عن ائمتهم كما قدمناه فی الصلاة, فليس هو بدون عيسى بن يونس, محمد بن ربيعة, كيف و من شرطه دوام الحفظ من حين السماع الی وقت الاداء, وقد روی احمد بن منيع ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبدالله بن عمرو قال: نهي عن اجر بيوت مكة, وعن بيع رباعها۔ وروی ابن ابی شيبة حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام, حرمها الله لا تحل بيع رباعها, ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتا ہوں کہ وہم اصحاب ابی حنیفہ کے نیچے کے رواۃ سے ہوا ہے اور جیسا کہ ہم امام محمدؒ کی کتاب الآثار سے صحیح متن نقل کیا ہے اور مجھے کتاب الآثار کا ایسا نسخہ نہیں ملا، جس میں ابن ابی یزید ہو۔ رہا دوسرا اعتراض تو وہ مردود ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی ائمہ محدثین نے توثیق کی ہے جیسا کہ ہم نے کتاب الصلاۃ میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام صاحبؒ عیسی بن یونس اور محمد بن ربیعہ سے (حافظہ میں) کم نہیں ہیں اور وہ حافظہ میں کیسے کم ہو سکتے ہیں کہ جب کہ ان کے نزدیک راوی کا دوام الحفظ ہونا (یعنی راوی کو روایت یاد رہنا) شرط ہے سماع روایت سے لیکر اس کے بیان کرنے تک اور حافظ احمد بن منیعؒ نے "**ثنا هشيم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبدالله بن عمرو**"[۱] کی سند سے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے گھروں کی فروخت اور ان کے کرایوں سے منع کیا گیا

(۱) اس سند کے بھی تمام رواۃ یعنی حافظ احمد بن منیعؒ (م ۲۴۴ھ)، حافظ ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ)، عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ)، عبداللہ بن عمرو العاصؓ (م ۶۵ھ) ثقہ ہیں۔ سوائے حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ) کے، ان پر کلام ان کی تدلیس کی وجہ سے کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ نے کہا کہ جب وہ سماع کی تصریح کریں، تو وہ صالح الحدیث ہونگے، ورنہ نہیں۔ (**تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۱۹۶، الکاشف للذہبی، اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۳۸۶-۳۸۹**)، اور اس روایت میں حجاجؒ نے سماع کی تصریح نہیں کی، مگر چونکہ ان کے متابع وشواہد موجود ہے، جیسا کہ گزر چکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں اور ان پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

"**نُهِيَ عن اجر بيوت مكة**" کے الفاظ بتا رہے ہے کہ یہ روایت مرفوع حکمی ہے۔

مزید متابعات:

ہے۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے "حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد" مجاہد سے مرسلاً نقل کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیع کرنا حلال نہیں

ایمن بن نابلؒ، الاعمشؒ (م ۱۴۹ھ)، ابراہیم بن مہاجرؒ، حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ)، کے علاوہ، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے اور بھی متابع موجود ہیں۔

متابع نمبر "۵" اور "۶":

چنانچہ امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

ثنا الحسين بن إسماعيل, نا سعيد بن يحيى الأموي, نا عيسى بن يونس, نا عبيد الله بن أبي زياد, حدثني أبو نجيح, عن عبد الله بن عمرو بن العاص, أنه قال: إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا۔

ثنا ابن مبشر, نا محمد بن حرب, نا محمد بن ربيعة, نا عبيد الله بن أبي زياد, سمع أبا نجيح, قال: قال عبد الله بن عمرو: "إن الذين يأكلون أجور بيوت مكة, مثله۔ (السنن للدارقطنی: ج ۴: ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۶)

پہلی سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام الحسین بن اسماعیل المحاملیؒ (م ۳۳۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ سعید بن یحیی الامویؒ (م ۲۴۹ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۱۵**)، عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعیؒ (م ۱۹۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۳۴۱**)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی، لہذا یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی، علی بن عبداللہ بن مبشر، ابوالحسن الواسطیؒ (م ۳۲۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**الدلیل المغنی**)، محمد بن الحرب نشائیؒ (م ۲۵۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۸۰۴**)، محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۸۷۷**)، باقی روات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

متابع نمبر ۷:

ثقہ، امام، ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني جدي، حدثنا مسلم بن خالد الزنجي، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال: من أكل كراء بيوت مكة فإنما يأكل في بطنه نارا۔ (اخبار مکۃ للازرقی: ج ۲: ص ۱۶۳)

ہے اوران کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔(التعریف والاخبار للقاسم: ج۵:ص ۲۳۸۳، ت شیخ محمد یعقوبی)[۱]

(۴) مشہور امام، محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے، البتہ انہوں نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ ثقہ رواۃ نے اس حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کو مرفوع بیان کیا ہے، اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا ثقات کا مرفوعاً بیان کرنا صحیح ہے۔ خاص طور سے جب کہ زیادتی بیان کرنے والے امام ابوحنیفہؒ کی طرح امام ہو۔ محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نايل، عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبيد الله بن عمر، ورفع الحديث. قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش، عن مجاهد قال: قال رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مكة حرام حرمها الله، لا يحل بيع رباعها، ولا إجارة

<u>سند کی تحقیق:</u>

امام ابوالولید، محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) ثقہ ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج۸:ص ۴۰۱، الاعلام للزرکلی: ج۶:ص ۲۲۲)، ان کے دادا احمد بن محمد بن الولید بن عقبہ الازرقیؒ (م ۲۲۲ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۱۰۴)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) حسن الحدیث ہیں۔(الکامل: ج۸:ص ۱۱، مجلہ الاجماع: ش ۳)، باقی رواۃ کی توثیق گزر چکی۔ لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

<u>نوٹ:</u>

مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے "ابی نجیح" کے بجائے "ابن ابی نجیح" آ گیا ہے۔

<u>اہم وضاحت:</u>

اس روایت میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) کا قول "إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه نارا" صاف طور سے بتا رہا ہے کہ یہ روایت مرفوع تقریری ہے۔ کیونکہ یہ وعید صحابی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔

لہذا محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ)، عیسی بن یونسؒ (م ۱۹۱ھ)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ)، وغیرہ کی روایت بھی، امام صاحبؒ کی حدیث "إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها" کے مرفوع ہونے کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

(۱) <u>نوٹ:</u>

التعریف والاخبار للقاسم بن قطلوبغا کے مطبوعہ نسخہ میں "ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابی یزید" کے بجائے "ولم اقف على نسخة من الآثار فيها ابن ابی زیاد" آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

بيوتها. حدثنا معتمر بن سليمان، عن ليث، عن مجاهد، وعطاء، وطاوس: كانوا يكرهون أن يباع شيء من رباع مكة، وأما قول الدارقطني: هكذا رواه أبو حنيفة، ووهم في موضعين غير صحيح ولا مسلم، لأن محمدا - رَحِمَهُ اللَّهُ - رواه في "الآثار" عن أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللَّهُ - عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيح، عن عبد الله بن عمرو، به، وليس فيه وهم، وبهذا أيضا سقط كلام ابن القطان حيث نسب الوهم إلى محمد بن الحسن.

وأما قوله: والثاني في رفعه والصحيح موقوف، فمردود أيضا لأن رفع الثقات صحيح، ولا سيما مثل هذا الإمام. وأما قول ابن القطان: وعلته ضعف أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللَّهُ - فإساءة أدب، وقلة حياء منه، فإن مثل الإمام الثوري، وابن المبارك وأضرابهما وثقوه وأثنوا عليه خيرا، فما مقدار من يضعفه عند هؤلاء الأعلام الأشنان، وقد أشبعنا الكلام فيه، وفي مناقبه التي جمعناها في "تاريخنا الكبير". **(البنایہ شرح ہدایہ: ج ۱۲: ص ۲۲۸-۲۲۹)**

لہذا امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام ابن القطانؒ (م ۶۲۸ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۸: (امام صاحب سے مروی حدیث جبرئیل پر امام مسلمؒ، امام ابوزرعہؒ کا اعتراض)

اثری صاحب امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کرتے ہیں کہ امام مسلمؒ ایک حدیث پر بحث کے دوران میں لکھتے ہیں کہ ابوسنان عن علقمہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ''شرائع اسلام'' کے بارے میں سوال کروں، تو یہ زیادتی مختلف ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الفاظ (شرائع الاسلام) چند لوگوں نے مثل نعمان بن ثابت اور سعید بن سنان اور جو ان کی طرح مرجی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ کیے ہیں اور اس سے ان کا مقصد اپنے مسئلہ ایمان کی تصویب و تائید ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے نصیب میں کمزوری اور حق سے دوری آئی ہے، جب کہ انھوں نے ایسے الفاظ روایت کیے ہیں جو اہل علم سے مروی نہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۱۹۳)**

پھر اثری صاحب نے ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کیا کہ امام ابوزرعہؒ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی اس روایت پر نقد کیا ہے۔ **(ایضاً)**

الجواب:

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ

قال (أبو حنيفة) (عن) علقمة بن مرثد (عن) يحيى بن يعمر قال بينما أنا مع صاحب لي بمدينة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذ بصرنا بعبد الله بن عمر فقلت لصاحبي هل لك أن تأتيه فتسأله عن القدر قال نعم قلت دعني

حتی أکون أنا الذي أسأله فإنه أعرف بي منك قال فانتهينا إلی عبد الله بن عمر فسلمنا عليه و قعدنا إليه فقلنا له يا أبا عبد الرحمن إنا نتقلب في هذه الأرض فربما قدمنا البلدة بها قوم يقولون لا قدر فبما نرد عليهم فقال أبلغهم أني منهم بريء ولو أني وجدت أعواناً لجاهدتهم ثم أنشأ يحدثنا قال بينما نحن مع رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ومعه رهط من أصحابه إذ أقبل شاب جميل أبيض حسن اللمة طيب الريح عليه ثياب بيض فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليكم قال فرد عليه رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ورددنا معه فقال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا دنوة أو دنوتين ثم قام موقراً له ثم قال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا حتی ألصق ركبتيه بركبتي رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم فقال أخبرني عن الإيمان فقال الإيمان أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله ولقائه واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالی فقال صدقت فتعجبنا من تصديقه لرسول الله صلی الله عليه وآله وسلم وقوله صدقت كأنه يعلم ثم قال فأخبرني عن شرائع الإسلام ما هي قال إقام الصلاة وإيتاء الزكوة وحج البيت وصوم رمضان والاغتسال من الجنابة قال صدقت فتعجبنا من قوله صدقت قال فأخبرني عن الإحسان ما هو قال الإحسان أن تعمل لله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت قال فأخبرني عن الساعة متی هي قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل ولكن لها أشراطاً فهي من الخمس التي استأثر الله تعالی بها فقال {إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير} قال صدقت ثم انصرف ونحن نراه إذ قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم علي بالرجل فقمنا في أثره فما ندري أين توجه ولا رأينا له شيئاً فذكرنا ذلك للنبي صلی الله عليه وآله وسلم فقال هذا جبرئيل أتاكم يعلمكم معالم دينكم والله ما أتاني في صورة إلا وأنا أعرفه فيها إلا هذه الصورة۔ (بحوالہ جامع المسانید للخوارزمی: ج۱: ص ۱۷۳-۱۷۷،۱۷۸)

امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی اس روایت پر امام ابوزرعہؒ (م ۲۶۴ھ) اعتراض کرتے ہیں کہ اس روایت میں ''شرائع الاسلام'' کا اضافہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کا وہم ہے۔ (أبو زرعة الرازي وجهوده في السنة النبوية: ج ۲: ص ۷۲۰-۷۲۲)، اور امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) یہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں موجود الفاظ ''شرائع الاسلام'' مرجیہ کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتے، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اعتراض غیر صحیح ہیں۔

(۱)　امام زرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنانؒ کے علاوہ ثقہ، شیخ الحرم، عبدالعزیز بن ابی روادؒ (م ۱۵۹ھ)، صدوق راوی جراح بن ضحاک وغیرہ نے بھی کہ اس روایت میں ''شرائع

الاسلام'' کا اضافہ بیان کیا ہے۔ (**کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸، حلیۃ الاولیاء: ج ۸: ص ۲۰۲**)، لہذا امام ابوزرعہؒ کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ زیادتی ثقات نے بیان کی ہے، اور ثقات کی زیادتی مقبول اور صحیح ہوتی ہے۔

(۲) امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صدوق راوی جراح بن ضحاکؒ نے بھی ''شرائع الاسلام'' کے الفاظ کی زیادتی بیان کی ہے۔ (**کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۳: ص ۸**) اور ان پر کسی معتدل امام نے مرجیہ ہونے کی جرح نہیں کی۔ لہذا امام مسلمؒ کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ [۱] پھر امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو مرجی کہنا بھی غیر صحیح ہے۔

نیز اثری صاحب سے سوال ہے کہ جب اس روایت میں موجود الفاظ **''شرائع الاسلام''** کو نقل کرنے میں امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے متابع میں ''۳، ۳'' ثقہ، صدوق روات موجود ہیں، تو ان پر اعتراض کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ)، امام ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کا یہ اعتراض غیر صحیح ہے۔

<u>اعتراض نمبر ۹:</u> (امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا اعتراض)

ابن عباسؓ کی مرتدہ کے ایک روایت کے بارے میں اثری صاحب امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں، کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۴۱**)

<u>الجواب:</u>

ثقہ، حجت، حافظ الحدیث، امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو حنيفة، عن عاصم بن أبي النجود، عن أبي رزين، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا تقتل النساء إذا ارتددن عن الإسلام، ويجبرن عليه۔ (کتاب الآثار للامام محمد: ج ۲: ص ۵۱۴)

اس روایت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ کسی ثقہ نے ان کی متابعات نہیں کی، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔

<u>ثقہ، حافظ کا تفرد مضر نہیں ہے، بلکہ ثقہ کا اوثق کی ''مخالفت کرنا'' مضر ہے۔</u> غالباً یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی مرتدہ کی یہی روایت خود امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے نقل کی ہے، لہذا ان کا یہ اعتراض کمزور معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی

---

(۱) ثقہ، حافظ، امام ابوجعفر العقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دیا ہے۔ حالانکہ امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) تشدد میں مشہور و معروف ہیں۔ لہذا ان کا جراح بن ضحاکؒ کو مرجی قرار دینا غیر صحیح ہے۔ واللہ اعلم

طرح یہی روایت ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

نا أحمد بن إسحاق بن بهلول, نا أبي, نا طلق بن غنام, عن أبي مالك النخعي, عن عاصم بن أبي النجود, عن أبي رزين, عن ابن عباس, قال: المرتدة عن الإسلام, تحبس ولا تقتل۔ (سنن الدارقطنی: ج ۴: ص ۱۲۷، حدیث نمبر ۲۱۳)[۱]

لہذا عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، کیونکہ ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ صدوق عند المتابعات ہیں۔[۲] واللہ اعلم

---

(۱)　<u>سند کی تحقیق:</u>

امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ ان کے شیخ احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۳۱۸ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۹۱**)، ان کے والد اسحاق بن بہلول التنوخیؒ (م ۲۵۲ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۴**)، طلق بن غنامؒ (م ۲۱۱ھ) صحیح بخاری اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۰۴۳**)، ابو مالک النخعی، عبد الملک بن حسینؒ پر کلام ہے۔ لیکن ان کے بارے میں حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا کہ "**أَبو مالك النخعي لَهُ أحاديث حسان وعامتها, لاَ يُتَابَعُ عَليها**" ان کی کچھ احادیث حسن ہے اور عام طور سے ان کی روایات کی متابعات نہیں کی گئی۔ (**الکامل: ج ۶: ص ۵۲۸**)،

یعنی متابعات کی صورت میں ان کی احادیث مقبول و حسن ہوگی۔ اور اس روایت میں ان کی متابع میں ثقہ، حافظ، ثبت، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

عاصم بن ابی النجودؒ (م ۱۲۸ھ) صحیحین کے راوی اور حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۰۵۴**)، ابورزین، مسعود بن مالک الاسدی الکوفیؒ (م ۸۵ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۶۱۲**)، ابوالعباس، عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت متابع کی وجہ سے حسن ہے۔

(۲)　اثری صاحب کہتے ہیں کہ اس روایت میں ابو مالک النخعیؒ ضعیف ہے۔ (**حاشیہ توضیح: ص ۹۴۱**)، لیکن ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے ذکر کیا کہ ان کی بعض احادیث حسن ہے اور بعض میں ان کی متابعات نہیں کی گئی ہے۔ لہذا جب ان کی متابعات مل جائے، تو ان کی حدیث حسن ہوگی۔ لہذا متابع کی صورت میں ان پر کلام مردود ہے۔

اور مشہور حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

"وقد قالوا محل هذا إذا لم يكن المرفوعُ عامًا، وهنا المرفوعُ عام، فأنّى يستقيم، والله أعلم"

وہ کہتے ہیں کہ اس کا محل اس وقت ہے جبکہ مرفوع عام نہ ہو، حالانکہ یہاں مرفوع عام ہے، پس یہ کیسے درست ہوسکتا ہے۔ **(تخریج احادیث البزدوی: ص ۷۵)**

نوٹ نمبر ۱:

قارئین! ان جوابات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا، کہ اثری صاحب نے محض ائمہ محدثین کی تقلید میں امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) پر اعتراضات نقل کئے ہیں، اگر ذرا سی تحقیق فرما لیتے، تو شاید امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایات پر اس طرح سے اعتراضات نہ کرتے۔

نوٹ نمبر ۲:

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث ''من کان لہ امام'' کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کا کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ **(توضیح الکلام: ص ۹۴۵)**

الجواب:

امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، کی روایات پر، مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعدیل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئیں گے، نیز حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور دیگر ائمہ کے کلام کا مفصل جواب بھی انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئے گا، انشاء اللہ العزیز

نیز ضعیف روایت سے تائید حاصل کرنا، امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) وغیرہ کے نزدیک درست وصحیح ہے، جیسا کہ گزر چکا، اور اثری صاحب نے یہی بات امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) سے بھی نقل کیا ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۱: ص ۳۳)**

امام ابوحنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۴]

- مولانا عبد الرحیم صاحب قاسمی

(۴۱) حافظ حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ

''سمعت من ابی حنیفة کتبه و آثاره فما رایت اذکی قلباً منه و لا اعلم بما یفسد و یصح فی باب الاحکام منه''

میں نے (امام) ابوحنیفہؒ سے آپ کی کتابیں اور حدیثیں سنیں، پس میں نے آپ سے زیادہ ذکی القلب، اور باب احکام میں صحیح اور غیر صحیح کا آپ سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۲۰۷) [۱]

سیاق وسباق سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ذہانت کا تعلق، ضبط حدیث سے ہے۔ واللہ اعلم

- ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

''کنت اذا سمعت من شیخ حدیثا عرضته علی ابی حنیفة، فیصرف الحدیث مصارفه و یبین لی معناه''

جب بھی میں کسی شیخ سے کوئی حدیث سنتا تو اسے (امام) ابوحنیفہ کے سامنے پیش کرتا، پس وہ اس کی بہترین وضاحت فرماتے اور اس کا معنیٰ مجھ سے بیان فرماتے۔ (کشف الآثار الشریفة: ج ۱: ص ۲۰۷) [۲]

غور فرمائیں! اگر حدیث امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا میدان نہیں ہوتا، تو ثقہ، ثبت، حافظ حفص بن غیاثؒ (م ۱۷۵ھ) ان سے حدیث کے معنی وتشریح کے سلسلے میں رجوع کرتے ؟؟؟

(۴۲) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محمد بن خازم، ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کہتے ہیں کہ

''ابو حنیفة - کان یصف العدل و یقول به - و بین للناس سبل العلم و طرقه و شرح لهم معانیه و اوضح لهم مشکلاته فمن یبلغ فی العلم مبلغه او من یهتدی فیه مثل ما اهتدی عظمت منة الله علیه و منته علینا فغفر الله له ذنوبه و شکر سعیه''

''قال علی بن اسحاق: فذکرت قول ابی معاویة هذا لحماد بن ابی حنیفة فقال حماد: ابو معاویة منا و الینا''

ابوحنیفہ عدل سے متصف تھے اور منصفانہ بات کرتے، آپ نے لوگوں کے سامنے علم کے راستے اور اس کے طریقے بیان فرمائے، اور اس کے معانی کی شرح کی، اور اس کی مغلق چیزوں کی وضاحت کی، پس علم میں کون آپ کے مقام تک پہنچ سکتا ہے، اور علم

---

(۱) یہ روایت حسن ہے، دیکھئے ص: ۴۹۔ (۲) اس کی سند بھی حسن ہے، دیکھئے ص: ۵۰۔

میں کون آپ کی طرح راہ پاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا آپ پر اور آپ کا ہم پر عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو معاف فرمائے، اور آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

علی بن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابومعاویہ کا قول حماد بن ابی حنیفہؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابومعاویہ ہم سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص ۲۷۳**)[۱]

- ایک اور روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ

''یا اھل الکوفۃ: رفعکم بالاعمش و بابی حنیفۃ، یا اھل الکوفۃ! شرفکم اللہ بالاعمش و بابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیھما''

اے اہل کوفہ! تمہاری رِفعت اعمش اور ابوحنیفہ کی وجہ سے ہے، اے اہلِ کوفہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعمش اور ابوحنیفہ کے ذریعہ مشرف کیا ہے، ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص ۲۷۳**)[۲]

معلوم ہوا کہ ابومعاویہ الضریرؒ (**م ۱۹۵ھ**) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) عادل یعنی ثقہ ہیں۔

(۴۳) مفسر، فقیہ، الامام الکبیر ابوالمظفر الاسفرائینیؒ (**م ۴۷۱ھ**) کہتے ہیں کہ

''وكتاب الفقه الأكبر الذي أخبرنا به الثقة بطريق معتمد وإسناد صحيح عن نصير بن يحيى عن أبي مطيع عن أبي حنيفة''

اور کتاب الفقہ الاکبر جسے ہم سے بیان کیا ہے ثقہ نے طریق معتمد اور سند صحیح سے، وہ روایت کرتے ہیں نصیر بن یحییٰ سے، وہ ابومطیع سے اور وہ امام ابوحنیفہؒ سے۔ (**التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين: ص ۱۸۴**)

یہ کلام صریح ہے کہ امام صاحبؒ (**م ۱۵۰ھ**) اور سند کے دیگر رواۃ، ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

(۴۴) ثقہ، امام قبیصۃ بن عقبۃ السوائیؒ (**م ۲۱۵ھ**) فرماتے ہیں کہ

''کان ابو حنیفۃ رحمۃ علیہ فی اول امرہ یجادل اھل الاھواء حتی صار راسا فی ذلک منظورا الیہ ثم ترک الجدال ورجع الی الفقہ والسنۃ فصار اماماً فیہ''

امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) شروع میں اہل بدعت سے مناظرے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اس میں آپ مشہور قائد بن گئے، پھر آپ نے بحث مباحثہ ترک فرمادیا اور فقہ اور سنت کی طرف متوجہ ہوگئے تو اس میں امام ہوگئے۔ (**کشف الآثار**

---

(۱) یہ روایت حسن ہے، دیکھئے ص: **۵۲**۔　　(۲) اس کی سند حسن ہے، دیکھئے ص: **۵۳**۔

الشریفۃ: ج۱: ص ۲۷۳)[۱]

یعنی امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) حدیث کے امام تھے۔

(۴۵)　مشہور تابعی، امام محمد بن سیرینؒ (**م ۱۱۰ھ**) نے امام صاحبؒ (**م ۱۵۰ھ**) کے بارے میں کہا کہ

''ھذا رجل ینبش أخبار النبي صلی اللہ علیہ و سلم''

یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو کھود کر نکالیگا۔(**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۳۵، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت**)

-　ایک اور روایت میں کہا: کہ

''ھذا رجل ینبش علم النبوۃ''

یہ شخص علم نبوت کو کھود کر نکالے گا۔(**فضائل ابی حنیفۃ: ص ۵۴، نیز دیکھئے ص: ۵۶**)[۲]

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر حدیث امام صاحبؒ کا میدان نہیں ہے- جیسا کہ بعض الناس کا کہنا ہے-، تو ان کے بارے میں یہ کیسے بشارت دی گئی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو عام کرینگے؟؟ سوچنے کی بات ہے؟؟ یہی نہیں بلکہ امام محمد بن سیرینؒ (**م ۱۱۰ھ**) نے امام صاحبؒ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا وارث بھی قرار دیا ہے۔

*　زہیر بن حرب، ابوخیثمہ النسائیؒ (**م ۲۳۴ھ**) کہتے ہیں کہ

''جلست الی الحسین بن الحسن فحدثنا عن ابی حنیفۃ باحادیث قال: فقلت اخرج شیوخک انظر فی احادیثھم قال: فقال: لیس شیخ اجل من ابی حنیفۃ و لا افقہ منہ، فان کتبت احادیثہ و الا فلا تعد الی''

(۴۶)　میں الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (**م ۲۰۲ھ**) کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو آپ نے ہم سے امام ابوحنیفہؒ کے واسطے سے احادیث بیان کیں، کہتے ہیں، پس میں نے کہا آپ کے (دوسرے) شیوخ (کی مرویات) کو نکالئے، تاکہ میں ان کی احادیث کو دیکھوں، کہتے ہیں تو انہوں (الحسین بن الحسن) نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ جلالت شان فقاہت میں ان سے بڑھا ہوا کوئی شیخ نہیں ہے، اگر آپ کو امام ابوحنیفہ کی احادیث لکھنا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آئندہ میرے پاس مت آنا۔(**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۵۲۶**)[۳]

معلوم ہوا کہ الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (**م ۲۰۲ھ**) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) ثقہ ہیں۔

---

(۱)　اس کی سند حسن ہے، دیکھئے ص: ۵۵۔　(۲)　ان دونوں روایتوں کی سند حسن ہے، دیکھئے ص: ۵۶۔

(۳)　اس کی سند حسن ہے، دیکھئے ص: ۵۸۔

(۴۷) مشہور فقیہ، محدث العصر، شیخ عبد العزیز ابن بازؒ (م ۱۴۲۰ھ) تقریب التہذیب میں موجود امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کے ترجمہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

''نقل فی تھذیب التھذیب عن جمع من الائمۃ توثیقہ و الثناء علیہ، و لم ینقل عن احد منھم تضعیفہ''

تہذیب التہذیب میں ائمہ کی ایک جماعت سے آپ کی توثیق اور آپ کی ثنا نقل کی گئی ہے، جبکہ ان میں سے کسی سے بھی آپ کی تضعیف نہیں نقل کی گئی۔ (**النکت علی تقریب التہذیب: ص ۱۷۸-۱۷۹**)

یعنی محدث العصر، شیخ عبد العزیز ابن بازؒ (م ۱۴۲۰ھ) بھی امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ مانتے ہیں۔

(۴۸) مشہور امام، حافظ الحدیث، زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) نے امام اعظم، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ (**فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۴۳، مناقب ابی حنیفۃ للکردری: ص ۵۰۱، طبع معہ مناقب للمکی، بیروت، کشف الآثار**)

اور حافظ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۳۹**)

معلوم ہوا کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں، نیز زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) دیگر حضرات کو بھی امام صاحبؒ سے روایت لینے پر ابھارتے تھے۔ ثقہ، فاضل، امام یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ

''کان زہیر یجالس ابا حنیفۃ و یمدحہ، و یحض الناس علی الاخذ منہ''

زہیر، امام ابو حنیفہ کی ہم نشینی اور آپ کی مدح کرتے تھے، اور لوگوں کو آپ سے احادیث لینے پر ابھارا کرتے تھے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۰۱**)[۱]

معلوم ہوا کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اعلی درجہ کے ثقہ یعنی ثبت تھے۔ واللہ اعلم

(۴۹) صاحب مشکاۃ المصابیح، امام ولی الدین التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ) کہتے ہیں کہ

''فانہ کان عالماً عاملاً ورعاً زاھداً عابداً اماماً فی علوم الشریعۃ''

اس لئے کہ امام صاحبؒ عالم تھے، عامل تھے، متقی تھے، زاہد تھے، عبادت گزار تھے اور علوم الشریعۃ [یعنی قرآن و حدیث] کے امام تھے۔ (**الاکمال فی اسماء الرجال للتبریزی: ص ۱۲۱**)

معلوم ہوا کہ امام ولی الدین التبریزیؒ (م ۷۴۱ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے امام تھے۔

---

(۱) اس کی سند بھی حسن ہے، دیکھئے ص: ۵۴۔

(۵۰)　مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امیر المومنین فی الحدیث، امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ

''**إن کان أبو حنیفة یرکب في العلم أحد من سنان الرمح کان و الله شدید الأخذ للعلم ذابا عن المحارم متبعا لأهل بلده لا یستحل أن یأخذ إلا بما یصح عنده من الآثار عن النبي صلی الله علیه و سلم شدید المعرفة بناسخ الحدیث و منسوخه و کان یطلب أحادیث الثقات و الآخر من فعل النبي صلی الله علیه و سلم و ما أدرك علیه عامة العلماء من أهل الکوفة في اتباع الحق أخذ به و جعله دینه قد شنع علیه قوم فسکتنا عنهم بما نستغفر الله تعالی منه بل قد کانت منا اللفظة بعد اللفظة قال قلت أرجو ان یغفر الله تعالی لك ذلك**''

بے شک ابوحنیفہ علم کے معاملہ میں نیزے کی نوک سے بھی تیز دھار پر سوار ہوتے، واللہ وہ علم کے شدید حاصل کرنے والے، قابل احترام چیزوں کا دفاع کرنے والے، اپنے اہل شہر (علماء) کی اتباع کرنے والے، حضرت نبی اکرم ﷺ کی انہیں احادیث کو لیتے جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتیں، ناسخ و منسوخ احادیث کو خوب جانتے تھے، آپ ثقات کی احادیث، حضرت نبی اکرم ﷺ کے افعال کو تلاش کرتے، اور حق کی اتباع میں علماء اہل کوفہ کی اکثریت جس پر ہوتی اسی کو آپ لیتے اور اس کو اپنا دین بنا لیتے، کچھ لوگوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی تو اس پر ہم خاموش رہے، اس پر ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں، بلکہ ایک آدھ لفظ ہم بھی کہہ دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی اس چیز کو (بھی) معاف فرما دیں گے۔ (**اخبار ابی حنیفۃ و اصحابہ: ص ۷۵**)[۱]

یہ روایت صریح ہے کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ)، حدیث اور روات کے ماہر تھے۔

---

(۱)　یہ روایت حسن ہے، دیکھئے ص: ۲۰۔

حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵؁ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) حدیث کے ماہر ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

- مشہور صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابو اللیث الحارث بن اسد بن الحارث الاسدآباذی، قال: حدثنا المعروف بن الحسن بن فائد الکنانی شامی قال حدثنا موسی بن سلیمان ابو سلیمان الجوزجانی قال سمعت حفص بن غیاث یقول سمعت من ابی حنیفة کتبه و آثاره فما رایت اذکی قلباً منه و لا اعلم بما یفسد و یصح فی باب الاحکام منه۔

حفص بن غیاثؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے ان کی کتابیں اور احادیث سنیں، پس میں نے آپ سے زیادہ ذکی القلب اور باب احکام میں صحیح اور غلط کا آپ سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں پایا۔ (**کشف الآثار الشریفة: ج۱: ص۲۰۷**)

سیاق وسباق سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ذہانت کا تعلق، ضبط حدیث سے ہے۔ واللہ اعلم

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش۱۹: ص۲۲**)

(۲) ابواللیث، حارث بن اسد بن حارث اسداباذیؒ بھی صدوق ہیں۔

حافظ مغلطائیؒ (م ۷۶۲؁ھ) نے ان کو "شیخ" قرار دیا ہے اور ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں ملی۔ (**اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی: ج۳: ص۲۷۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج۲: ص۷۳، نیز دیکھئے ۲۵**)

(۳) ابوبشر، معروف بن الحسن الکنانیؒ بھی صدوق ہیں۔

حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴؁ھ) نے ان کو "الثقات" میں شمار کیا ہے اور ان سے ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص۲۰۷، تاریخ اصبہان لابی نعیم: ج۱: ص۲۲، کشف الآثار الشریفة: ج۱: ص۲۰۷، المجالسة وجواہر العلم لابی بکر الدینوری: ج۷: ص۶۰، نیز دیکھئے الاجماع: ش۱۶: ص۳۱**)

(۴) امام موسی بن سلیمان، ابوسلیمان الجوزجانیؒ (م ۲۱۱؁ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۳۸، سیر: ج۱۰: ص۱۹۴**)

(۵) حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵؁ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دوسری روایت:

حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) ہی فرماتے ہیں کہ

حدثنا احمد بن الليث البلخي من خيران قال حدثنا عبد الصمد بن الفضل قال: حدثنا ابو بكر بن ابي خيثمة قال: حدثنا سليمان بن منصور قال: سمعت حفص بن غياث يقول: كنت اذا سمعت من شيخ حديثا عرضته على ابي حنيفة، فيصرف الحديث مصارفه ويبين لي معناه۔

میں جب کسی شیخ سے کوئی حدیث سنتا تو اس کو امام ابو حنیفہؒ کے سامنے پیش کرتا، پس آپ اس کی بہترین تشریح فرماتے اور اس کے معنیٰ مجھ سے بیان فرماتے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۰۷**)

غور فرمائیں! اگر حدیث امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا میدان نہیں ہوتا، تو ثقہ، ثبت، حافظ حفص بن غیاثؒ (م ۱۷۵ھ) ان سے حدیث کے معنی و تشریح کے سلسلے میں رجوع کرتے؟؟؟

نیز امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے ''العلل'' میں امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) سے اور امام ابو عبید، قاسم بن سلامؒ (م ۲۲۴ھ) نے ''غریب الحدیث'' میں ثقہ، حافظ، فقیہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) سے احادیث کے سلسلے میں جو سوالات کئے ہیں، ان کو حدیث کا ماہر جان کر ہی کئے تھے نا۔۔۔ یا۔۔۔؟؟؟

لہذا یہ روایت ان حضرات پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ حدیث امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کا میدان نہیں تھا۔

سند کی تحقیق:

(۱)　حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　احمد بن للیث بن خلیل البلخیؒ صدوق ہیں۔

ان سے ایک جماعت نے روایت لی ہے، ان پر کوئی جرح ثابت نہیں اور صاحب المستدرک، امام ابو عبداللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) نے ان سے ''المستدرک'' میں روایت لی ہے، لہذا ان کی شرط کے مطابق وہ کم از کم صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(**المستدرک للحاکم: ج ۴: ص ۹۸، ج ۱: ص ۴۲، فتح الباب فی الکنی والالقاب: ص ۱۴۸-۱۴۹، کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۰۷، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱**)

(۳)　عبد الصمد بن فضل البلخیؒ (م ۲۸۴ھ) ثقہ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۳۶۰**)

(۴)　ابو بکر ابن ابی خیثمہؒ (م ۲۷۹ھ) مشہور ثقہ، متقن، الحافظ الکبیر ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۴۸۱، لسان المیزان: ج ۱:**

ص ۴۶۳)

(۵)　سلیمان بن منصور البلخیؒ سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التھذیب: رقم ۲۶۱۴)

(۶)　حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

الغرض حفص بن غیاثؒ (م ۱۷۵ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے ماہر ہیں۔

ابومعاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) عادل ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

* مشہور صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا سیف بن حفص البخاری قال: حدثنا علی بن اسحاق الحنظلی قال: سمعت ابا معاویۃ یقول: ابو حنیفۃ - کان یصف العدل و یقول بہ - و بین للناس سبل العلم و طرقہ و شرح لھم معانیہ و اوضح لھم مشکلاتہ فمن یبلغ فی العلم مبلغہ او من یھتدی فیہ مثل ما اھتدی عظمت منۃ اللہ علیہ و منتہ علینا فغفر اللہ لہ ذنوبہ و شکر سعیہ۔

قال علی بن اسحاق: فذکرت قول ابی معاویۃ ھذا لحماد بن ابی حنیفۃ فقال حماد: ابو معاویۃ منا و الینا۔

امام ابوحنیفہ عدل سے متصف تھے اور منصفانہ بات کرتے، آپ نے لوگوں کے سامنے علم کے راستے اور اس کے طریقے بیان فرمائے، اور اس کے معانی کی شرح کی، اور اس کی مغلق چیزوں کی وضاحت کی، پس علم میں کون آپ کے مقام تک پہنچ سکتا ہے، اور علم میں کون آپ کی طرح راہ پا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا آپ پر اور آپ کا ہم پر عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو معاف فرمائے، اور آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

علی بن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابومعاویہ کا قول حماد بن ابی حنیفہؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابومعاویہ ہم سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۷۳**)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابوبکر سیف بن حفص بن اعین السمرقندی البخاریؒ سے "۲" لوگوں یعنی حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) اور محمد بن نصر بن خلفؒ نے روایت لی ہے اور ان پر کوئی جرح ثابت نہیں ہے۔ (**القند فی ذکر علماء سمرقند: ص ۲۲۹، الانساب للسمعانی: ج ۷: ص ۲۹۱**)

اور حافظ ابوبکر السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے ان کو متابعت کی صورت میں صدوق مانا ہے۔ (**اللآلیء المصنوعۃ في الأحادیث الموضوعۃ: ج ۲: ص ۲۲۷**)

اور یہاں اگلی روایت ان کی متابع و شاہد ہے، لہذا یہاں پر سیفؒ صدوق ہیں۔

(۳) علی بن اسحاق الحنظلیؒ (م ۲۳۷ھ) بھی صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۶۸۸**)

(۴) محمد بن خازم، ابومعاویۃ الضریر الکوفیؒ (م ۱۹۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ، حجت، امام ہیں۔ (**سیر: ج ۹: ص ۷۳، تقریب،**

الکاشف)

ایک اور روایت:

٭　حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) ہی فرماتے ہیں کہ

حدثنا علی بن الحسن بن سعد قال : احمد بن بدیل قال : سمعت ابا معاویة یقول یا اهل الکوفة : رفعکم بالاعمش و بابی حنیفة، یا اهل الکوفة ! شرفکم الله بالاعمش و بابی حنیفة رحمة الله علیهما۔

اے اہل کوفہ! تمہاری رِفعت اعمش اور ابو حنیفہ کی وجہ سے ہے، اے اہلِ کوفہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعمش اور ابو حنیفہ کے ذریعہ مشرف کیا ہے، ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (**کشف الآثار الشریفۃ : ج ۱: ص ۲۷۳**)

سند کی تحقیق:

(۱)　حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　علی بن الحسن بن سعد، ابو الحسن الہمذانیؒ (م ۳۱۷ھ) ثقہ، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام : ج ۷: ص ۳۲۷، سیر : ج ۱۵: ص ۳۶**)

(۳)　احمد بن بدیلؒ (م ۲۵۸ھ) سنن ترمذی و ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب : رقم ۱۲**)[۱]

(۴)　محمد بن خازم، ابو معاویۃ الضریر الکوفیؒ (م ۱۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

لہذا اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے، واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ سیف بن حفصؒ کی روایت بھی حسن ہے اور ابو معاویہ الضریرؒ (م ۱۹۵ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) عادل یعنی ثقہ ہیں۔

---

(۱)　حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ "**صدوق له أوهام**"، اور "**له أوهام**" کے متعلق شیخ **خالد بن ضيف الله الشلاحي** کہتے ہیں کہ "**لكن له أوهام خصوصًا في حديث حفص بن غياث ولهذا قال ابن عدي: حدّث عن حفص بن غياث وغيره أحاديث أُنكرت عليه، وهو ممن يكتب حديثه على ضعفه۔۔۔۔**" ۔(**التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام : ج ۴: ص ۱۱۴-۱۱۵**)، اور یہاں پر وہ حفص سے روایت نہیں کر رہے ہے، لہذا یہاں پر وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور امام، حافظ الحدیث، زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) نے امام اعظم، نعمان بن ثابت الکوفیؒ (م ۱۵۰ھ) سے روایت لی ہے۔ **(فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام: ص ۱۴۳، مناقب ابی حنیفۃ للکردری: ص ۵۰۱، طبع معہ مناقب للمکی، بیروت، کشف الآثار)**

اور حافظ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ **(دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۳۹)**

معلوم ہوا کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں، نیز زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) دیگر حضرات کو بھی امام صاحبؒ سے روایت لینے پر ابھارتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا علی بن الحسن بن سعد الھمدانی قال: حدثنا احمد بن بدیل قال: سمعت یحیی بن آدم یقول: کان زبیر یجالس ابا حنیفۃ و یمدحہ، ویحض الناس علی الاخذ منہ۔

زہیر، امام ابوحنیفہ کی ہم نشینی اور آپ کی مدح کرتے تھے، اور لوگوں کو آپ سے احادیث لینے پر ابھارا کرتے تھے۔ **(کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۰۱)**

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

(۱) حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ)،

(۲) علی بن الحسن بن سعد، ابو الحسن الہمذانیؒ (م ۳۱۷ھ) اور

(۳) احمد بن بدیلؒ (م ۲۵۸ھ) کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

(۴) یحیی بن آدمؒ (م ۲۰۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، فاضل ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۴۹۶)**

(۵) زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حجت، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۰۵۱، الکاشف)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہیر بن معاویہؒ (م ۱۷۴ھ) کے نزدیک، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اعلی درجہ کے ثقہ، بلکہ ثبت تھے۔ واللہ اعلم

قبیصۃ بن عقبۃ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے امام ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

* مشہور صدوق، حافظ الحدیث، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا علی بن موسی قال سمعت یعقوب بن شیبۃ یقول: سمعت قبیصۃ بن عقبۃ یقول: کان ابو حنیفۃ رحمۃ علیہ فی اول امرہ یجادل اہل الاھواء حتی صار راسا فی ذلک منظورا الیہ ثم ترک الجدال و رجع الی الفقہ و السنۃ فصار اماماً فیہ۔

امام ابوحنیفہؒ شروع میں اہل بدعت سے مناظرے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اس میں آپ مشہور قائد بن گئے، پھر آپ نے بحث مباحثہ ترک فرمادیا اور فقہ اور سنت کی طرف متوجہ ہوگئے تو اس میں امام ہو گئے۔ (**کشف الآثار الشریفۃ: ج ۱: ص ۲۷۳**)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) امام ابوالحسن، علی بن موسی القمیؒ (م ۳۰۵ھ) صدوق، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۹۱، سیر: ج ۱۴: ص ۲۳۶، تاج التراجم: ص ۲۰۶**)

(۳) امام ابویوسف، یعقوب بن شیبہؒ (م ۲۶۲ھ) مشہور ثقہ، الحافظ الکبیر ہیں۔ (**سیر: ج ۱۲: ص ۴۷۶**)

(۴) قبیصۃ بن عقبۃ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التھذیب: رقم ۵۵۱۳**)

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

اور ثابت ہوا کہ قبیصۃ بن عقبۃ السوائیؒ (م ۲۱۵ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) حدیث کے امام ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جو حدیث کے امام ہوں، حدیث ان کا میدان کیسے نہیں ہوسکتا؟؟؟

مشہور تابعی، امام محمد بن سیرینؒ (م ۱۱۰ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث میں تعریف فرمائی ہے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

* حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا القاضي أبو بكر محمد بن عمر الداودي، أخبرنا عبيد الله بن أحمد بن يعقوب المقرئ، حدثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغندي، حدثني شعيب بن أيوب، حدثنا أبو يحيى الحماني قال: سمعت أبا حنيفة يقول: رأيت رؤيا أفزعتني حتى رأيت كأني أنبش قبر النبي صلى الله عليه وسلم فأتيت البصرة فأمرت رجلا يسأل محمد بن سيرين. فسأله فقال: هذا رجل ينبش أخبار النبي صلى الله عليه وسلم.

ابویحییٰ الحمانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے میں گھبرا گیا، میں نے دیکھا کہ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کھود رہا ہوں، تو میں بصرہ آیا اور ایک شخص کو کہا کہ امام محمد بن سیرینؒ سے اس کی تعبیر معلوم کرو، تو انہوں نے ان سے پوچھا، تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ یہ شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کھود کر نکالے گا۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۳۵، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر حدیث امام صاحبؒ کا میدان نہیں ہے- جیسا کہ بعض الناس کا کہنا ہے- تو ان کے بارے میں یہ کیسے بشارت دی گئی کہ وہ حضور ﷺ کی احادیث کو عام کریں گے؟؟ سوچنے کی بات ہے؟؟ یہی نہیں بلکہ امام محمد بن سیرینؒ (م ۱۱۰ھ) نے امام صاحبؒ کو حضور ﷺ کے علم کا وارث بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوالقاسم ابن ابی العوامؒ **(م ۳۳۵ھ)** فرماتے ہیں کہ

حدثني محمد بن أحمد بن حماد قال: حدثني أبو بكر شعيب بن أيوب القاضي قال: ثنا أبو يحيى الحماني قال: سمعت أبا حنيفة يقول: رأيت فيما يرى النائم، كأني نبشت قبر النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت لمن سأل ابن سيرين، فقال: هذا رجل ينبش علم النبوة.

امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو کھود رہا ہوں، تو میں کسی سے امام ابن سیرینؒ سے اس کی تعبیر معلوم کرنے کیلئے کہا، انہوں نے فرمایا یہ شخص علم نبوت کو کھود کر نکالے گا۔ **(فضائل ابی**

حنیفۃ واخبارہ ومناقبہ لابن ابی العوام: ص ۵۴، نیز دیکھئے کشف الآثار: ج ۲: ص ۱۲۹-۱۳۰، ۲۷۱)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم ابن ابی العوامؒ (م **۳۳۵ھ**) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۲: ص ۳**)

(۲) مشہور امام محمد بن احمد بن حماد، ابوبشر الدولابیؒ (م **۳۱۰ھ**) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۸۸**)

(۳) قاضی ابوبکر شعیب بن ایوبؒ (م **۲۶۱ھ**) سنن ابی داود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۷۹۴**)

(۴) ابو یحیی، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانیؒ (م **۲۰۲ھ**) کتب خمسہ ماخلا نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۷۷۱**)

(۵) امام ابوحنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۱۶، ش ۱۹: ص ۳۱، ش ۲۰: ص ۲۷**)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ امام ابن سیرینؒ (م **۱۱۰ھ**) کا کلام بھی امام ابوحنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کے حدیث میں ماہر ہونے پر واضح ہے۔

حسین بن الحسن العوفیؒ (م ۲۰۲ھ) کے نزدیک، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

* مشہور صدوق، امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة القلاص البلخي قال: حدثنا محمد بن سلمة قال: حدثنا زهير بن حرب قال: جلست الى الحسين بن الحسن فحدثنا عن ابى حنيفة باحاديث قال: فقلت اخرج شيوخك انظر فى احاديثهم قال: فقال: ليس شيخ اجل من ابى حنيفة ولا افقه منه، فان كتبت احاديثه والا فلا تعد الى۔

میں الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (م ۲۰۲ھ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو آپ نے ہم سے امام ابوحنیفہؒ کے واسطے سے احادیث بیان کیں، کہتے ہیں، پس میں نے کہا آپ کے (دوسرے) شیوخ (کی مرویات) کو نکالئے، تاکہ میں ان کی احادیث کو دیکھوں، کہتے ہیں تو انہوں (الحسین بن الحسن) نے کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ جلالت شان فقاہت میں ان سے بڑھا ہوا کوئی شیخ نہیں ہے، اگر آپ کو امام ابوحنیفہ کی احادیث لکھنا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آئندہ میرے پاس مت آنا۔ **(کشف الآثار الشریفۃ: ج۱: ص۵۲۶)**

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابومحمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) امام بلخی، محمد بن خزیمہ، ابوعبداللہ البلخی القلاسؒ (م ۳۱۴ھ) صدوق ہیں۔

حافظ عبدالقادر القرشیؒ (م ۷۷۵ھ) نے ان کو 'امام کبیر، الإمام البلخي، أحد مشائخ بلخ' قرار دیا ہے۔ **(الجواہر المضیۃ: ج۲: ص۵۳، ۳۹۴، ۴۳۵)**،

(۳) محمد بن سلمۃ، ابوعبداللہؒ (م ۲۷۸ھ) **الفقيه البلخي** ہیں۔ **(الفوائد البہیۃ: ص۱۶۸)**

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ 'من شيوخ الحنفية'۔ **(تاریخ الاسلام: ج۶: ص۲۰۸)**، لہذا وہ بھی صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۴) زہیر بن حرب، ابوخیثمہ النسائیؒ (م ۲۳۴ھ) کتب خمسہ ما خلا نسائی کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۰۴۲)**

(۵) الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (م ۲۰۲ھ) متکلم فیہ راوی ہے اور حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کو 'قاضي الشرقية ببغداد، ثم قاضي عسكر المهدي، العلامة، أبو عبد الله الحسين بن الحسن ابن المحدث عطية العوفي، الكوفي،

الفقیه'' قرار دیا ہے۔**(سیر: ج۹: ص۳۹۵)**

خلاصہ یہ کہ یہ روایت الحسین بن الحسن بن عطیہ العوفیؒ (**م ۲۰۲ھ**) سے ثابت ہے اور معلوم ہوا کہ حسین بن الحسن العوفیؒ (**م ۲۰۲ھ**) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (**م ۱۵۰ھ**) ثقہ ہیں۔

امام سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی معرفت حدیث اور اتقان الرواۃ کی تعریف فرمائی ہے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

* صدوق، امام، ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد قال ثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال قلت لأبي عبد الله سفيان الثوري ما تقول في الدعوة قبل الحرب قال إن القوم اليوم قد علموا ما يقاتلون عليه فقلت إن أبا حنيفة يقول فيها ما قد بلغك فنكس رأسه ثم رفعه فأبصر يمينا و شمالا فلم ير أحدا قال إن كان أبو حنيفة يركب في العلم أحد من سنان الرمح كان و الله شديد الأخذ للعلم ذابا عن المحارم متبعا لأهل بلده لا يستحل أن يأخذ إلا بما يصح عنده من الآثار عن النبي صلى الله عليه و سلم شديد المعرفة بناسخ الحديث و منسوخه و كان يطلب أحاديث الثقات و الآخر من فعل النبي صلى الله عليه و سلم و ما أدرك عليه عامة العلماء من أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به و جعله دينه قد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى منه بل قد كانت منا اللفظة بعد اللفظة قال قلت أرجو ان يغفر الله تعالى لك ذلك۔

ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا آپ جنگ سے پہلے دعوت دینے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے کہا کہ اب لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ ان سے جنگ کیوں کی جارہی ہے، تو میں نے کہا: اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ کیا کہتے ہیں وہ آپ کو پتہ ہے، تو انہوں نے سر جھکا لیا، پھر سر اٹھایا اور دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا، پھر فرمایا: بے شک ابوحنیفہ علم کے معاملہ میں نیزے کی نوک سے بھی تیز دھار پر سوار ہوتے، واللہ وہ علم کے شدید حاصل کرنے والے، قابل احترام چیزوں کا دفاع کرنے والے، اپنے اہل شہر (علماء) کی اتباع کرنے والے، حضرت نبی اکرم ﷺ کی انہیں احادیث کو لیتے جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتیں، ناسخ و منسوخ احادیث کو خوب جانتے تھے، آپ ثقات کی احادیث، حضرت نبی اکرم ﷺ کے افعال کو تلاش کرتے، اور حق کی اتباع میں علماء اہل کوفہ کی اکثریت جس پر ہوتی اسی کو آپ لیتے اور اس کو اپنا دین بنا لیتے، کچھ لوگوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی تو اس پر ہم خاموش رہے، اس پر ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں، بلکہ ایک آدھ لفظ ہم بھی کہہ دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی اس چیز کو (بھی) معاف فرما دیں گے۔ **(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: ص ۷۵)**

سند کی تحقیق:

(١)　ابوعبداللہ الصیمریؒ (م ٤٣٦ھ) مشہور صدوق، امام ہیں۔(الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ص ٦٧)

(٢)　محدث عمر بن ابراہیم بن احمد، ابوحفص الکتانی المقریؒ (م ٣٩٠ھ) ثقہ ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج ٨: ص ٦٦٦، سیر: ج ١٦: ص ٤٨٢)،

(٣)　مکرم بن احمد بن مکرم، ابوبکر القاضیؒ (م ٣٤٥ھ) بھی ثقہ، قاضی ہیں۔(الروض الباسم: ج ٢: ص ١٣٠١)

(٤)　احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی (م ٣٠٨ھ) متکلم فیہ راوی ہیں، لیکن ان کے متابع میں صدوق راوی، ابوعبداللہ، محمد بن حماد بن المبارک المصیصیؒ موجود ہیں۔(دیکھئے الانتقاء لابن عبدالبر: ص ١٤٢، نیز دیکھئے الاجماع: ش ١٩: ص ٣٧)،[١]

لہذا اس روایت میں ابن المغلس (م ٣٠٨ھ) پر کلام فضول ہے۔

(٥)　محمد بن مقاتل المروزیؒ (م ٢٢٦ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ٦٣١٨)

(٦)　عبداللہ بن المبارکؒ (م ١٨١ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ، اور مجاہد ہیں۔(تقریب: رقم ٣٥٧٠)

(٧)　امام سفیان ثوریؒ (م ١٦١ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت، فقیہ، اوعابد ہیں۔(تقریب: رقم ٢٤٤٥)

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

اور اس روایت میں دلیل ہے کہ امام صاحبؒ (م ١٥٠ھ) حدیث اور روات کے ماہر تھے۔ واللہ اعلم

<u>نوٹ:</u>

امام سفیان ثوریؒ (م ١٦١ھ) اخیر میں امام صاحبؒ (م ١٥٠ھ) کے تحسین کے قائل ہو گئے تھے، جس کی تفصیل انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئے گی۔

---

(١)　حافظ المغرب، امام ابن عبدالبرؒ (م ٤٦٣ھ) کہتے ہیں کہ

وذكر الدولابي نا محمد بن حماد بن المبارك الهاشمي قال نا علي بن الحسن بن علي بن شقيق أبو الحسن المروزى قال سمعت أبا بكر يذكر عن ابن المبارك قال سمعت سفيان الثوري يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات و بالآخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم و بما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا و لهم۔(الانتقاء لابن عبدالبر: ص، ت ابوغدہ)

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔